# مقدمہ

شیخ محمد قیام الدین (قائم) چاند پور ضلع بجنور کے رہنے والے تھے ان کا نام متعلق تذکرہ نویسوں نے کسی قدر اختلاف سے لکھا ہے مثلاً میر صاحب اپنے (نکات الشعرا) میں اور میر حسن اپنے تذکرے میں محمد قائم لکھتے ہیں۔ علی ابراہیم اور 'لطف' نے بھی اسی کی تقلید کی ہے۔ مصحفی نے قیام الدین علی لکھا ہے۔ گردیزی بھی محمد قائم ہی لکھتا ہے کمال اور گارساں دتاسی قائم الدین بتاتے ہیں۔ لیکن اصل نام محمد قیام الدین ہی ہے' جیسا کہ خود انھوں نے اس تذکرے کے شروع میں لکھا ہے۔ میر صاحب اور مصحفی ان سے ذاتی طور پر واقف تھے ---

اگرچہ 'قائم' چاند پور کے رہنے والے تھے' لیکن ملازمت کے سلسلے میں "بدوسعور" سے اُن کا رہنا دلی میں ہوا۔ شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں وہ شاہی توپ خانے کے داروغہ ہوگئے۔ چنانچہ یہ تذکرہ بھی اُسی زمانے میں لکھنا شروع کردیا تھا جب کہ ان کا قیام دلی میں تھا۔ جب وہ دلی پہنچے ہیں تو میر تقی' خواجہ میر درد' سودا وغیرہ جیسے باکمال استاد وہاں موجود تھے اور اردو شاعری شباب پر تھی۔ کہتے ہیں کہ ابتدا میں خواجہ میر درد سے اصلاح لی مگر کچھ دنوں بعد مرزا رفیع السودا کے تلمذ کا شرف حاصل کیا۔ آزاد آب حیات میں لکھتے ہیں کہ "یہ اول شاہ ہدایت کے شاگرد ہوئے' اُن سے

# انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

اپنے اُن مہربان معاونین کی فہرست مرتب کر رہی ہے جو اس بات کی عام اجازت دیدیں کہ آئندہ جو کتاب انجمن سے شائع ہو، وہ بغیر اُن سے دوبارہ دریافت کئے تیار ہوتے ہی اُن کی خدمت میں بذریعہ وی - پی روانہ کردی جایا کرے - ہمیں اُمید ہے کہ قدر دانان زبان اُردو ہمیں عام طور پر اس قسم کی اجازت دیدیں گے کہ اُن کے اسمائے گرامی اس فہرست میں درج کرلئے جائیں اور انجمن سے جو نئی کتاب شائع ہو فوراً بغیر دوبارہ دریافت کئے روانہ کردی جایا کرے۔ یہ انجمن کی بہت بڑی مدد ہوگی اور آئندہ اسے نئی نئی کتابوں کے طبع کرنے میں بڑی سہولت ہوجائے گی - ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے معاونین جو اُردو کی ترقی کے دل سے بہی خواہ ہیں، اس اعانت کے دینے میں دریغ نہ فرمائیں گے — اِن معاونین کی خدمت میں کُل کتابیں جو آئندہ سے شائع ہوں گی وقتاً فوقتاً چوتھائی قیمت کم کرکے روانہ ہوں گی —

المشتہر

انجمن ترقی اُردو - اورنگ آباد ( دکن )

لیکن کچھ عرصے بعد جب امور سلطنت میں اختلال پیدا ہوا اور امن و امان اور فارغ البالی جاتی رہی تو وہ باکمال تھی جن کی بدولت دلی دلی تھی، ایک ایک کرکے رخصت ہونے لگے اور وہ صحبتیں جو شعر و سخن کی جان تھیں، خواب و خیال ہوگئیں۔ قائم بھی دل برداشتہ ہوکر وطن چلے آئے اور کچھ دنوں ٹانڈے میں نواب محمد یار خاں کی سرکار میں بسر کی۔ مصحفی بھی اُن دنوں اسی سرکار کے متوسل تھے۔ دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی۔ مصحفی لکھتے ہیں کہ اُس وقت وہ لباس درویشی میں تھے۔ نواب بڑی فیاضی سے اہل علم کی سرپرستی کرتے تھے اور شعر و سخن سے خاص ذوق رکھتے تھے۔ چنانچہ قائم نے اپنی غزل کے ایک مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے —

تجھ کو قائم رکھے اللہ بہت سا اے 'امیر'

مغتنم سایہ میں ہیں جس کے سخنداں اتنے

امیر نواب محمد یار خاں کا تخلص تھا۔ تین ماہ سے زیادہ نہ رہنے پائے تھے کہ یہاں بھی انقلاب رونما ہوا جو ہندوستان میں اس وقت ہرجگہ بپا تھا۔ قائم مجبور ہوکر رام پور چلے گئے اور نواب فیض اللہ خاں والیٔ رام پور کے بھتیجے احمد یار خاں نے اُن کی کچھ تنخواہ مقرر کردی اور خود بھی خدمت انجام دیتے رہے۔ لیکن اس تنخواہ میں اُن کی بسر نہ ہوتی تھی، جب زیادہ پریشاں ہوئے تو لکھنؤ پہنچے اور راجہ ٹکیت رائے سے اپنے وطن کے عامل کے نام رقعے اور پروانے حاصل کئے تاکہ اپنی قدیمی ملک اور یومیہ بحال کرائیں۔ اس میں

ایسی بگڑی کہ ہجو کہی۔ تعجب یہ ہے کہ شاہ موصوف
باوجودیکہ حد سے زیادہ خاکساری طبیعت میں رکھتے تھے مگر
انہوں نے بھی ایک قطعہ اُن کے حق میں کہا۔ پھر خواجہ میر درد
کے شاگرد ہوئے، اُن کے حق میں بھی کچھ سن کے الگ ہوئے۔
پھر مرزا کی خدمت میں آئے اور اُن سے پھوٹے، مرزا تو مرزا تھے،
انہوں نے سیدھا کیا۔ اگرچہ اس تذکرے میں انہوں نے میاں
ہدایت اللہ ہدایت، اور خواجہ میر درد دونوں کی بہت تعریف
کی ہے اور کہیں ملال کا اظہار نہیں کیا، لیکن اپنی شاگردی
اور مشورے کا بھی ذکر نہیں کیا۔ البتہ ان کا دیوان دیکھنے پر
ایک غزل میں یہ اشعار نظر آئے جن سے آزاد کے قول کی
تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت درد کی خدمت میں مرزا نے*
عرض کی یوں کہ اے اُستاد زماں سنتے ہو
امر ہووے تو ہدایت کو کروں میں سیدھا
واں سے ارشاد ہوا یہ کہ میاں سنتے ہو
راست ہوتے ہیں کسو سے بھی کبھوں کج طینت
دُم بدلتی ہے کہیں شاخ کماں سنتے ہو

مرزا کے حال میں بھی اگرچہ اپنی شاگردی کا اشارہ نہیں
کرتے، مگر ذکر اس طرح سے کیا ہے جو ایک سعادت مند شاگرد
کے شایاں ہے۔ اور اپنی غزل کے ایک مقطع میں تو صاف صاف
اس کا اقرار کیا ہے

(قائم) یہ فیض حضرت (سودا) ہے ورنہ میں
طرحی غزل سے (میر) کے آتا تھا مر کہیں

* اصل نسخے میں اسی طرح لکھا ہے یہاں کوئی لفظ رہ گیا ہے۔

ریختہ گوئی نظم کا نہیں یہ اسلوب ہے ' راقم
آثم کو دو طور گویائی کا اس سخن آفریں کے
نہایت مرغوب ہے ' —

آزاد کی رائے ہے کہ

' ان کا دیوان ہرگز میر و مرزا کے دیوان سے
پیچھے نہیں رکھ سکتے مگر کیا کیجیے کہ قبول عام
کچھ اور شے ہے ' شہرت نہ پائی ' —

میر ' حسن ' فرماتے ہیں کہ

"طرزش نظر طالب آملی بیمانند مثنوی ہا بسیار
گفتہ و بسے در ہائے معانی سفتہ کہ کسے کم گفتہ"۔

کریم الدین ( فیلن ) کی رائے ہے کہ

" عجب طرح کا شاعر خوش گفتار ' بلند مرتبہ'
موزوں طبع ' عالی مقدار ہے کہ اس کی برابری
اچھے اچھے شاعر نہیں کر سکتے .. . بعض بعض
آدمی جو کہ اس کو ' سودا ' سے بہتر کہتے ہیں'
حق یہ ہے کہ سچے ہیں اور بعضے کم مایہ اور
بے استعداد جو اس کو برابر ' سودا ' کے گنتے ہیں
خیال سودا اور دیوانگی کا کرتے ہیں"—

بخلاف اس کے شیفتہ کی رائے میں انہیں ' سودا ' کا ہم پلہ
سمجھنا سودا ہے - البتہ وہ ان کے قطعات و رباعیات کی
بہت تعریف کرتے ہیں —

اس میں شک نہیں کہ ' قائم ' بہت بڑا شاعر ہے ' لیکن اسے
میر و مرزا کا ہم رتبہ کہنا سراسر نا انصافی ہے - اس کا

انھیں کامیابی ہوئی مگر رام پور پہنچتے ہی اجل نے آلیا اور
سنہ ۱۲۰۸ھ میں انتقال کر گئے ۔

ان کے سنہ وفات میں بہت اختلاف ہے ۔ مصحفی نے وفات
کا کوئی سنہ نہیں لکھا صرف اتنا لکھا ہے کہ رام پور سے
انتقال کی خبر پہنچی ۔ مصحفی کا تذکرہ ۱۲۰۷ – ۱۲۰۸ھ
میں لکھا گیا ہے ۔ علی ابراہیم (اور لطف) قبل اور کریم الدین
نے سنہ ۱۲۱۰ھ بتایا ہے ۔ 'سفینہ' اور بعض اور تذکرہ نویسوں نے
بھی اسی کو نقل کر دیا ہے گارساں دتاسی نے سنہ ۱۲۰۷ھ
لکھا ہے ۔ 'جرأت' نے 'قائم' کے انتقال کی تاریخ اس
شعر سے نکالی ہے —

جرأت نے بھی یہ رو کے تاریخ وفات     یکتائی کے ساتھ
'قائم' دنیا شعر ہندی سرتی     کہا کہئے اب آہ

اس مصرع سے سنہ ۱۲۰۸ھ ہی نکلتے ہیں اور
یہی صحیح ہے —

'قائم' کی شاعری کی سب تذکرہ نویسوں نے تعریف کی ہے
اور اکثر نے میر و مرزا کے بعد اسی کو مانا ہے بعض تو اسے
'سودا' سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں ۔ مصحفی لکھتے ہیں —

"در پختگی کلام و چستی مصراع غزل و رویۂ
قصیدہ و مثنوی وغیرہ سوای رواج و سادہ
دوش بدوش استادان راہ می رود، بلکہ در بعضے
مقام علیہ می جوید" —

علی ابراہیم یا لطف کہتے ہیں —

"سچ تو یہ ہے کہ بعد سودا اور میر کے کسی

طبقۂ سوم میں متاخرین کا ذکر ہے - اگرچہ میر تقی میر نے بھی اپنے تذکرۂ نکات الشعرا میں دکن کے شعرا کا ذکر کیا ہے لیکن قائم نے اس کا زیادہ اہتمام کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"رایں دانست کہ چوں فن ریختہ دراں وقت از محل اعتبار ساقط بود، بنابراً علیہ ہیچ کس در تو عل آں اقدام نمی نمود، ایں فوسہ چار بیت کذائی کہ بنام استادۂ معدود مرقوم است اعلاہ کہ منشائے نظمش ہر لیے بیش نباشد، اما بعد اویں دسپھنا بلاد دکھن در عہد عبداللہ قطب شاہ کہ با شعوراں بہ مصصب و بواسا پیش می آمد ریختہ گفتن زباں دکھنی دستار رواج گرفت" —

اگرچہ عبداللہ قطب شاہ کے عہد سے اس کی ابتدا قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ اس سے قبل سلطان قلی قطب شاہ اور محمد قلی قطب شاہ خود بڑے شاعر گزرے ہیں، تا ہم قائم نے دکھنی ریختے کو خاص اہمیت دی ہے - اگرچہ وہ اس شاعری کے زیادہ قائل نہ تھے، چنانچہ ان کا شعر مشہور ہے —

قائم میں غزل طور کیا ریختہ ورنہ
ایک بات لچر سی بزبان دکنی تھی

قائم نے طبقۂ اول کی ابتدا شیخ سعدی شیرازی سے کی ہے اور لکھا ہے کہ اس پر جمہور کا اتفاق ہے کہ جب شیخ سعدی گجرات میں تشریف لائے اور جیسا کہ 'بوستاں' میں مذکور ہے سومنات کی مجاوری دو برس وہاں سے واقفیت حاصل کر کے ایک دو غزلیں ریختے میں لکھیں - اگر چہ یہ صحیح نہیں

کلام ہر صنف میں موجود ہے غزل ، رباعی ، قطعہ ، مثنوی قصیدہ ، ترکیب بند ، تاریخ سب کچھ کہا ہے ہجو کہنے اور نقش بکنے میں وہ اپنے استاد کے ہم پلہ ہے - متعدد مثنویاں لکھی ہیں جن میں بعض قصے سلیقے سے نظم کئے ہیں ، قصیدوں میں بھی زور پایا جاتا ہے —

اکثر تذکرہ نویسوں نے اُن کے تذکرۂ شعرا کا ذکر کیا ہے ، جو اب تک نایاب تھا اور اب شائع کیا جاتا ہے - ' قائم ' کا دعویٰ ہے کہ اس سے قبل کوئی تذکرہ شعرائے ریختہ کے بیان میں نہیں لکھا گیا - یہ دعویٰ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اس سے دو چار سال قبل میر تقی میر اور علی الحسینی الگردیزی نے اپنے تذکرے لکھے تھے ، معلوم ہوتا ہے کہ ' قائم کو ان تذکروں کی اطلاع نہ تھی ایکن ڈاکٹر سپرنگر کا یہ کہنا کہ ' قائم ' نے جو اقتباسات ریختے کے شاعروں کے دیے ہیں ، وہ وہی ہیں جو گردیزی کے تذکرے میں پائے جاتے ہیں ، صحیح نہیں ہے - دونوں تذکرے ہمارے سامنے ہیں ، اشعار کے انتخابات اور حالات دونوں مختلف ہیں —

خواجہ اکرم نے اس تذکرے کے لئے ایک قطعۂ تاریخی لکھا تھا جس میں مادۂ تاریخ "مخزن نکات ، تھا ، قائم ، کو یہ مادہ پسند آیا اور تذکرے کا یہی نام رکھ دیا - اس سے سنہ تالیف ۱۱۶۸ھ نکلتا ہے - اس میں ' قائم ' سمیت ۱۱۴ شعرا کا تذکرہ ہے - اگرچہ یہ تذکرہ مختصر ہے ، مگر بعض حالات کے لحاظ سے بہت قابل قدر ہے - قائم نے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے طبقۂ اول میں متقدمین کا ، طبقۂ دوم میں متوسطین کا اور

حاصل ہوتی ہے —

قائم نے اپنے تذکرے کے ساتھ اپنے کلام کا انتخاب بھی دیا ہے ' لیکن یہ انتخاب بہت ہی کم ہے اور وہ بھی الف کے چند شعر ہیں - اس لئے ہم یہاں اس کے کلام سے کچھ اور اشعار بھی درج کرتے ہیں تا کہ ہم اس کے کلام کی خوبی کا اندازہ کر سکیں —

لیکن انتخاب سے قبل ایک بات میں اور کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بعض نظمیں سودا اور قائم دونوں کے کلیات میں مشترک پائی جاتی ہیں - مثلاً موسم سرما کے ہجو میں جو مثنوی ہے اور جس کا مطلع یہ ہے —

سردی اب کے برس ہے اتنی شدید<br>
صبح نکلے ہے کانپتا خورشید

دونوں کے کلیات میں بے کم و کاست درج ہے لیکن یہ نظم غالباً سودا کی ہے کیونکہ اسی کے ساتھ کی دوسری مثنوی موسم گرما کے ہجو میں موجود ہے - لیکن میر حسن کے تذکرے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے 'قائم' ہی کی مثنوی خیال کرتے ہیں - ایک اور طویل عشقیہ مثنوی جس کا پہلا شعر یہ ہے :—

الہی شعلہ ان کر آتش دل    تب دل دے بقدر خواہش دل

لطف یہ ہے کہ مثنویوں کے آخر میں سودا کے کلیات میں سودا کا اور قائم کے کلیات میں قائم کا تخلص موجود ہے - اس سے صحیح فیصلہ کرنا اور بھی دشوار ہوجاتا ہے - مگر ہمارا قیاس یہ ہے کہ یہ مثنوی قائم ہی کی ہے جو غلطی سے سودا کے کلیات میں درج ہوگئی ہے - اسی طرح اور کئی مثنویاں

معلوم ہوتا، لیکن سعدی کے نام سے جو ایک مشہور غزل
فارسی اردو کی ملی جلی چلی آرہی ہے، اس کی نسبت عام
طور پر یہی خیال تھا کہ شیخ سعدی شیرازی کی تصنیف ہے
میر صاحب نے اپنے تذکرے میں اس خیال کی تردید کی ہے۔
سعدی کے بعد امیر خسرو کا ذکر کیا ہے اور پھر دوسرے قدیم شعرا کا—

ہر طبقے کے شروع میں اُس طبقے کے شعرا کی خصوصیات
کا مختصر ذکر کردیا ہے اور اُن کی رائے اس بارے میں بہت
خوب اور صائب ہے۔ بعض بعض شعرا کے کلام کے متعلق بھی
رائے کا اظہار کیا ہے لیکن وہ بہت کم ہے۔ اس خصوص میں
میر صاحب کے تذکرے کو فوقیت حاصل ہے۔ بیان صاف اور
سیدھا ہے، عبارت آرائی اور تشبیہ و استعارہ سے کم کام لیا ہے
تذکرے کے آخر میں قائم نے اپنا ذکر بھی مختصر طور پر کیا ہے
جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "ہر چند او باشندگان قصبۂ چاندپور
است اما از چند سال بنا بر حال توسل نوکری بادشاہی
بدار الخلافت شاہجہاں آباد گذرانیدہ"۔ اس سے زیادہ اس
تذکرے میں ان کے حالات کے متعلق کچھ نہیں ملتا۔ اس سے
اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ دہلی سے رخصت ہونے سے قبل ہی
یہ تذکرہ تحریر میں آگیا تھا، کیونکہ اس کے بعد ہی وہ لکھتے
ہیں کہ شاہی انتظام میں خلل آجانے کی وجہ سے میں نے سفر کا
ارادہ مصمم کرلیا تھا، لہذا فرصت کو غنیمت سمجھ کر ان
حالات کو قلم بند کرنا شروع کردیا—

قائم کی شاعری کے ساتھ یہ تذکرہ بھی بلا شبہ قابل قدر
ہے اور اس سے اردو شعرا کے حالات اور کلام کے متعلق بصیرت

| | |
|---|---|
| چھپ کے تیرے کوچے سے گزرا میں لیکن | نالہ ایک عالم کو خبر کر گیا |
| تا بہ فلک نالہ تو پہنچا تھا رات | میں ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا |
| پوچھ نہ قائم کی کیونکہ عمر | جوں ہوا یک چند بسر کر گیا |

---

فلک جو دے تو گدائی تو لے نہ اب 'قائم'

وہ دن گئے کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

---

بے دماغی سے نہ اس تک دل رنجور گیا

مرتبہ عشق کا یہاں حسن سے بھی دور گیا

---

برنگ طائر نو ہم اسیر اے صیاد

وہ ہیں کہ جن کا گلوں بیچ آشیانا تھا

معاملہ یہ ہے دل کا اسے کہے تا وہ کیا

پیامبر کے ہمیں آپ ساتھ جانا تھا

یہ سچ کہ جھوٹ ہے دعوائے دوستی لیکن

کبھی ہمیں بھی تو اک بار آزمانا تھا

---

رہبر فرقۂ اسلام رہا ساری عمر

حیف پر یہ ہے کہ میں آپ مسلماں نہ ہوا

دیکھ مجھکو کہ سلیماں کا دیا زور مجھے

ایک چیونٹی سے بھی میں دست و گریباں نہ ہوا

تھا گل تازہ میں پر حیف کہ قسمت بد سے

زینت گوشۂ دستار عزیزاں نہ ہوا

---

ان میں چھوٹے چھوٹے قصے اور حکایتیں منظوم کی ہیں
دونوں کے کلام میں مشترک پائی جاتی ہیں —

انتخاب

قائم کے پہلے تین شعر عام طور پر مشہور ہیں اور بہت
مقبول ہوئے ہیں -

درد دل کچھ کہا نہیں جاتا    آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا

کعبہ* اگرچہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جاکر کہاں کمند
کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

نے غنچہ پہ وہ بہار رہی اور نہ یہاں وہ دل
کھلنے کو دیکھ دل کے ایک الزام رہ گیا

اٹھ جائے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا
دریا ہی پھر تو نام ہے ہر ایک حباب کا

کیوں چھوڑتے ہو ذرہ نہ جام سے کشو
ذرہ ہے نہ بھی آخر اسی آفتاب کا

ایسی ہوا میں پاس نہ ساقی نہ جام ہے
رونا بجا ہے حال پہ میرے سحاب کا

اس دشت پر سراب میں بھٹکے بہت پہ حیف
دیکھا تو دو قدم پہ ٹھکانا تھا آب کا

پھر کے جو وہ شوخ نظر کر گیا    تیر سا کچھ دل سے گزر کر گیا
خاک کا سا ڈھیر سر رہ ہوں میں    قافلۂ عمر سفر کر گیا

---

* (ن) ٹوٹا جو کعبہ کون یہ —

نہیں کھٹکا میں دل ترک سما یہ جتنی ہو سکے اتنی ہوس کر
قریب آشیاں پر ہو کے غافل نہ اے بلبل اتنی جا روحش کر
بہار عمر ہے 'قائمؔ' کوئی دن اسے جوں گل پیارے ہات ہنس کر

---

ہے بے اثر ایسی ہی جو اپنی کشش دل
جی لے ہی کے چھوڑے گی یہ ایک دن خلش دل
تھا شہر محبت میں کوئی اس کی کہ ناگاہ
لے جائے نہ گھر سے کہیں باہر طپش دل
زہر آب و ہلاہل ہے جو کچھ کام نہ نکلا
دیک کے میں نے خون جگر پرورش دل
کس طرح کوئی گذرے ترے راہ سے پیارے
ہر گام پر اس کوچے میں ہے چپقلش دل
ہاتھوں سے دل و دیدہ کے آیا ہوں بہت تنگ
آنکھوں کو روؤں یا میں کروں سرزنش دل

---

اب کے جو یہاں سے جائیں گے ہم پھر تجھکو نہ منہ دکھائیں گے ہم
مشکل ہے نہ آنا تجھ گلی میں پر یہ بھی سہی نہ آئیں گے ہم
جو آگے کہا کئے ہیں تجھ سے سو اب کے وہ کر دکھائیں گے ہم
ایسا ہی جو دل نہ رہ سکے گا تک دور سے دیکھ جائیں گے ہم
آزردہ ہو غیر سے لڑو یہاں اس عہدے سے بر نہ آئیں گے ہم
گر زیست ہے تجھ بلک تو پھر کیا صدقے ترے سر ہی جائیں گے ہم
جوں چاہئے چاہ کا سر رشتہ جیتے ہیں تو کر دکھائیں گے ہم
اس پر بھی اگر ملیں گے تو خیر 'قائمؔ' ہی نہ پھر کہائیں گے ہم

ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر
روٹھا تھا تجھ سے آپ ہی اور آپ ہی من گیا

---

کچھ آج دل پہ یہ وحشت کا رنگ ہے صیاد
مرے قفس سے چمن تجھ پہ تنگ ہے صیاد
گرفتہ طبع جو مجھ سا چھٹا قفس سے تو کیا
رہائی جس کی اسیری کا ننگ ہے صیاد
نہ گل رہا نہ بلبل چمن میں نغمہ سرا
مری خلاصی میں اب کیا درنگ ہے صیاد
قفس کی تنگی سے میں ہی نہ تنگ ہوں 'قائم'
مری بھی تنگی حالت سے تنگ ہے صیاد

---

کی کس کی نگاہوں نے یہ تاثیر ہوا پر
چلتی ہے جو یہ برق سی شمشیر ہوا پر
جی میں ہے میاں آج نگہ کی تری سو پہن
کھینچے قلم برق سے تحریر ہوا پر
مت قصر کو ہستی کے گرا دیکھ کہ غافل
مانند حباب اُس کی ہے تعمیر ہوا پر
کب بند ہوں برنگ تعلق میں سبک روح
کھنچتی ہے کوئی رنگ سے تصویر ہوا پر

---

بے شغل نہ زندگی بسر کر     گر اشک نہیں تو آہ سر کر
دے طول امل نہ وقت پیری     ہوئی صبح فسانہ مختصر کر
کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی     اس سے جو ہوئی جدا سو مر کر

---

زبان عشق شکایت سے لال ہے ورنہ
ہم ایک گلے کے ترے سو جواب رکھتے ہیں

---

حسن معنی چاہئے ہر تن ظاہر ہیچ ہے
کیا کرے اس گل کو لے کے کوئی کہ جس میں بو نہیں
نہ توں اہل حرم پر حکم رانی کی ہے یہاں
کیا ہوا گر بت کدے میں آج ہم کو رو نہیں
جو درد دو دن کسی کے ساتھ کر لیں اختلاط
پر جو یہ چاہو کہ یہ ہوویں کسو کے سو نہیں
وضع دوراں کو جو سامنا دوستی ہے 'قائم' سو ہو
ہر کس و ناکس سے اب چلتا یہ اپنی خو نہیں

---

ہم سری اس قد رعنا سے ہے اے سرو غلط
تو بھی ہر چند ہے موزوں پہ یہ انداز کہاں
دل سے رخصت ہو بس اے خواہش گلگشت کہ اب
تاب رفتار کدھر، طاقت پرواز کہاں
ہمت عشق نہ ہو حسن خط و خال میں بند
صید ہر مور و مگس ہوتے ہیں شہباز کہاں
'قائم' اس باغ میں بلبل تو بہت ہیں لیکن
دل گھلے نالے سے جس کے وہ ہم آواز کہاں

---

پھر اس کے کہ خوب روئیے، اور ہم دل کا کوئی علاج نہیں
اتنا ہی قیمت ہے دل کی گوشہ چشم ادنی یہ جنس بے رواج نہیں

"قائم" جگہ ہے رونے کی یہ حالت تباہ
اس صحنِ گلستاں کے وہ ہیں دل فگار ہم
کھٹکا صبا کے پانو کا سن کر برنگ بو
آغوشِ گل میں ہوتے ہیں بہت بے قرار ہم
کیا جانتے ہیں ہم کہ یہ اک دن بہے گی باو
اس مرتبہ کو ہوویں گے بے اعتبار ہم

---

میرا سا لب و لہجہ کہاں مرغ چمن میں
گل کترے ہوں سو رنگ کے میں طرز سخن میں
فرصت میں مرا حال جو دیکھے ہے تو قاصد
زنہار نہ کہیو اسے یاران وطن میں

---

ایک جا گہ پہ نہیں ہے مجھے آرام کہیں
ہے عجب حال مرا صبح کہیں شام کہیں
پائے دیوار سے پھر میری طرح وہ نہ اٹھا
جس نے دیکھا تجھے یک بار سر بام کہیں
عذر تقصیر نہیں چاہوں گا میں اس سے اے دل
ٹک تو خاموش ہو دیکھے سے وہ دشنام کہیں
عزم کعبے کا تو "قائم" تو کیا ہے لیکن
رہن مے کیجو نہ وہاں جامۂ احرام کہیں

---

ایک آب و تاب مہ و آفتاب رکھتے ہیں
یہ روکشی کی تری کب وہ تاب رکھتے ہیں

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھو جو روئے ہیں خوں جم رہا ہے آنکھوں میں
میں مرچکا ہوں پہ تیوری ہی دیکھنے کے لیے
حباب وار تنک دم رہا ہے آنکھوں میں
وہ محو ہوں کہ مثال حباب آئینہ
جگر سے اشک نکل تھم رہا ہے آنکھوں میں

---

ہوں شمع دم صبح میں یہاں سے سفری ہوں
تک منتظر جلوہ باد سحری ہوں
جاتا ہوں، میں جیدھر کو وہ منہ پھیرے ہے مجھ سے
گویا کہ میں گرد قدم رہ گذری ہوں
نے گریہ سب ہوں میں نہ آہ سحری ہوں
جوں بانگ جرس بیم نفس بے اثری ہوں
دیکھا نہ میں جز سایۂ دیوار شکستہ
حرماں زدہ جوں حسرت بے بال و پری ہوں
میں پھر میں اپنے میں سماتا نہیں جوں گل
جس وقت سے آمادہ پئے جامہ دری ہوں
سو خضر سے کم حوصلہ وہاں جی سے گئے ہیں
جس دشت خطر ناک کا میں رہ گزری ہوں
جوں سرو دکھا سنگ جفائے ستم آزاد
مرہون تیرا جی سے میں اے بے ثمری ہوں

---

خوش رہا اے دل اگر تو شاد نہیں          یہاں کی شادی پہ اعتماد نہیں

کرنہ جرأت تو اے طالب کہ یہ　　　دل کا دھڑکا ہے اصلاح نہیں
دو جہاں بھی ملے تو بس ہے ہمیں　　　یہاں کچھ اتنی تو احتیاج نہیں

---

مجلس مے سے مشابہ ہے خرابات جہاں
جان کر یہاں جو ہو مست وہ ہشیار نہیں
مے کی توبہ کو مدت ہوئی قائم لیکن
یہ طلب اب بھی جو مل جائے تو انکار نہیں

---

جو کوئی در پہ ترے بیٹھے ہیں　　　دونوں عالم سے وہ اٹھ بیٹھے ہیں
ہوں نہ اشک تو کس سے ہے جفا　　　یہاں کوئی پل میں گرے بیٹھے ہیں
دردِ دل کیونکر کہوں میں اس سے　　　ہر طرف لوگ گھیرے بیٹھے ہیں

---

کہاں کا عید شوال کیسا عشرہ ذی حج کا
ہمیں ساتھ آئے جس دن ہم اس دن عید کرتے ہیں
مزاجِ حسن ہے اہلِ عشق کا جلنے کے عالم میں
جلاتا ہے جو اُن کو اس کی یہ تائید کرتے ہیں
نہ کاسہ سر تلے رکھیے جو میخانوں میں سوتے ہیں
جسے چاہیں اسے اک جام میں جمشید کرتے ہیں
جنہیں کچھ سلسلہ میں عشق کے تحقیق حاصل ہے
وہ کب مجنوں سے ہر گمراہ کی تقلید کرتے ہیں
نہ جانے کیجئے کس قالب میں 'قائم' دردِ دل اُس سے
نہیں ملتی زباں سے دل میں جو تمہید کرتے ہیں

---

آوے خزاں چمن کی طرف گر میں رو کروں
غنچہ کرے گلوں کو صبا گر میں بو کروں
'قائم' یہ جی میں ہے کہ تقیہ سے شیخ کی
اب کے جو میں نماز کروں بے وضو کروں

---

یوں ہیں رنجش ہو اور گلا بھی یونہیں
ہو چکے ہر بات پر خفا بھی یونہیں
کچھ نہ ہم کو بھی بھا گیا یہ طور
واقعی یہ کہ ہے مزا بھی یونہیں
صید کھٹک سے نہ ہاتھ اُٹھا
آکے پھنس جائے ہے صبا بھی یونہیں
کیوں نہ رووں میں دیکھ خندۂ گل
کہ ہنسے تھا وہ بے وفا بھی یونہیں

---

نگاہوں سے نگاہیں سامنے ہوتے ہی جب لڑیاں
یکایک کھل گئیں دونوں طرف سے دل کی پھر کلیاں*

---

کمال حق میں سزاوار ناز ہے یہ سچ
پہ ناز کرنے کو انساں میں کچھ کمال بھی ہو

---

عاشق نہ تھا میں بلبل کچھ گل کے رنگ و بو کا
ایک اُنس ہوگیا تھا اس گلستاں سے مجھکو

---

* (ن) گل چھڑیاں

تا کجا امتحاں صبر کہ شوخ — دل ہے آخر یہ کچھ جماد نہیں

سچ ہیں سارے کمال حضرت شیخ — لیک دل کو کچھ اعتقاد نہیں

میں کہا عہد کیا کیا تھا رات — ہنس کے کہنے لگا کہ یاد نہیں

ہو چکے کس سے داد خواہ بتاں — اس ستم کی جہاں میں داد نہیں

یار اگر چاہتا ہے دے 'قائم' — جان کچھ دل سے تو زیادہ نہیں

---

جوں شیشہ بھرا ہوں مے سے لیکن — مستی سے میں اپنی بے خبر ہوں

جو کہئے سو یہاں سے ہے فروتر — کیا جانئے میں کس مقام پر ہوں

---

کونسا دن کہ مجھے اس سے ملاقات نہیں

لیک جی چاہے ہے جوں ملنے کو وہ بات نہیں

---

ہوس ہے عشق کی اہل ہوا کو ہم تو میاں

سلے سے دام محبت کا زود ہوتے ہیں

---

عبث ہوں ناصحا ہم سے زخود رفتوں کی تدبیریں

رکے ہے سحر کب کو موج سے ہوں لاکھ زنجیریں

ہماری آہ سے آگے تو پتھر موم ہوتے تھے

یہ کیا جانے وہ اب کیدھر گئیں نالے کی تاثیریں

گریباں کی تو 'قائم' مدتوں دھجئیں اڑائی ہیں

یہ خاطر جمع اس دن ہوئے جب سولے کو ہم چیریں

روئے اس غم کدہ میں آہ کس کس کو یہاں
دیکھیے قطروں کے ابھی اک خدائی کیا ہوئی
گو کسی حالت میں ہو میں سجدوں ہوں تجھے
ہے تو تو' ووہی یہ تیری کبریائی کیا ہوئی

---

ہوں موج میرا قافلہ غافل ہے سفر سے
کیا جانئے کہاں جائے گا آتا ہے کدھر سے
کس رات میں ہوں گل نہ ہوا غرق لہو میں
کس دن نہ بھری گود میری لخت جگر سے
وہ خار بیکسی رہا اس دشت میں میں ہوں
پالا ہے جسے آبلہ نے خون جگر سے

---

دمبدم اس بخشش بیجا کو کیا کہتے ہیں شوخ
دل دیا تجھکو تو ہم نے کچھ گلہ گاری نہ کی

---

اگرچہ شمع تلک ہمدگر ہے گرم سخن
یہ کہہ سکا نہ کچھ اس سے میں بات مطلب کی
سوائے دل شکنی سب مباح ہے یہاں شیخ
خبر نہیں تجھے رندوں کے دین و مذہب کی
سوال بوسہ جو 'قائم' کیا میں شب تو کہا
کہ کہئے چھیڑو کہیں اور جاکے اس ڈھب کی

---

دم قدم تک ہے ہمارے ہی جلوں کی رونق
اب بھی جو چاہو میں کہیں شور فغاں سنتے ہو

تک تو خاموش رکھو منہ میں زباں سنتے ہو
اپنی ہی کہتے ہو میری بھی میاں سنتے ہو
سنگ کو آب کریں پل میں ہماری نالیں
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہاں سنتے ہو
خشک و تر پھونکتی پھرتی ہے سوا آتش عشق
بچیو اس آنچ سے اے پیر و جواں سنتے ہو

---

کچھ لکھوں سوز دل اپنے سے اُسے اے قاصد
چاہے کاغذ ہو اگر بال و پر پروانہ
شمع تک جاتے تو دیکھا تھا میں اس کو 'قائم'
پھر نہ معلوم ہوئی کچھ خبر پروانہ
'قائم' سمجھ کے بولو تو آپ کے حضور
پیارے معاملت ہے سخن آشنا کے ساتھ

---

یک شب دیکھی جن نے وہ زلف    لاکھوں دیکھے روز سیاہ
اتنی تو مت ہو خانہ بدوش    ہم بھی چمن تک ہیں ہمراہ
کوندی ہے دل پر برق سی آج    پیش نظر ہے کس کی نگاہ
وعدہ کرکے رات کا تم    صبح ہی آئے واہ جی واہ
'قائم' سے کوئی ہوئے جدا    بندۂ خادم دولت خواہ

---

صبح جی آیا نہ مسجد میں وہ کافر ورنہ ہم

پوچھتے ہم سے کہ اب وہ پارسائی کیا ہوئی

ہائے صیاد یہ انصاف سے دور ہے بھید
یہاں تلک کیجئے ستم اپنے گرفتار کے ساتھ
گرچہ بلبل ہوں میں، قائم، ولے اس باغ کے بیچ
فرق کوئی نہ کرے گل کو جہاں خار کے ساتھ

---

آج اگر بزم میں ہے کچھ اثر پروانہ
اڑتے ہیں پائے لگن چلہ پر پروانہ
آتش عشق میں جلنا نہیں ہے کار آساں
ہر مگس سے نہ طلب کر جگر پروانہ
وضع پر اپنے ہے یہاں شادی و غم ہر یک کا
شام ماتم سے ہے کیا کم سحر پروانہ

---

ہم نشیں ذکر یار کر کچھ آج اس حکایت سے جی بہلتا ہے
دل مژہ تک پہنچ چکا جوں اشک اب سنبھالے سے کب سنبھلتا ہے
آج "قائم" کے شعر ہم نے سنے ہاں ایک انداز تو نکلتا ہے

---

جوں طفل سرشک از رسوائی پامال ہوئی سری حوالی
ہر سانس گراں ہے تن پہ میرے اللہ رے ضعف و ناتوانی
دو چیز ہیں یادگار دوراں دہرا ستم اپنی جانفشانی
ہے رشک مسیح پیا سہر تک کو تجھسے کہیے مری زبانی

---

وہ دن گئے کہ لوہو آتا تھا چشم تر سے
اب لخت دل ہے کوئی یا پارۂ جگر ہے

میں کہا خلق تمہاری جو کسر لیتے ہیں
تم بھی اس کا کہیں کچھ ذکر وہاں سنتے ہو
ہنس کے یوں کہنے لگا خیر اگر ہے یوں بات
ہوئے گی ویسی ہی جیسی کہ وہاں سنتے ہو

---

بے مہر چاہتا ہوں نہ وصل حبیب کو
یا رب کہیں ہو صبر دل نا شکیب کو
وے بھی تو آدمی ہیں کہ جن سے تم کو ربط
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو

---

بھول کر بھی وو نہیں یاد سے جاتا اپنی
جان کر یاد سے جن نے کہ بھلایا مجھکو
کچھ تو بھی بات حال کی کہ شب ان نے محرم
پھر کے آتے ہی مجلس سے اٹھایا مجھکو

---

جی میں چہلیں تھیں جو کچھ سو گئیں وہ یار کے ساتھ
سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ
اک ہمیں خار تھے آنکھوں میں سبھوں کے سو چلے
بلبلو خوش رہو اب تم گل و گلزار کے ساتھ
میں دوانا ہوں صدا کا مجھے مت قید کرو
جی نکل جائے گا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ
یار و کہتے تھے جو تم لالہ و گل ہے سو کہاں
سر پٹکنے تو یہ آیا تھا میں کہسار کے ساتھ

ایک عرض تو بھی پر اُس سے پیارے — کہا کہئے جو بات کو نہ سمجھے
قسمت کہ وہ جان کہ اپنا — جو رحم سے نا رجو نہ سمجھے
سو حرف ہیں جاسوسی میں لیکن — اس بات کو پر مرزا کی نہ سمجھے
شایاں ہیں نہیں وہ بدل — تو دل کا جو ہوگا وہ تو نہ سمجھے
سمجھا رہے ہم تو تجھکو قائم — پر کچھ بھی کہا جو تو نہ سمجھے

---

قطعات و رباعیات کی اگرچہ تعداد بے تعریف کی ہے لیکن وہ ایسے زیادہ تعریف کے قابل نہیں ، اُن میں زیادہ تر لفظوں کے ہیر پھیر اور تلازمے سے مضمون پیدا کئے ہیں - نمونے کے طور پر ایک قطعہ اور ایک رباعی درج کی جاتی ہے —

رباعی

قائم جو تو نواب سے دکھ پایا ہے — کچھ تو جو کو جو زباں پر آیا ہے
سرمہ نہیں کھایا کہ رہے خاموش — کھاتا ہے اگر تو تو نمک کھایا ہے

---

قطعہ

اندازہ اتا رکھ سخن میں — پہلے جو کہے ہے ٹھیک کچھ تو
دو گوش دیے ہیں اور زباں ایک — تا دو نہ سنے نہ ایک کہہ تو

عبدالحق
سکریٹری انجمن ترقی اُردو
اورنگ آباد ( دکن )

غافل قدم کو اپنے رکھیو سنبھال کر یہاں
ہر سنگ رہگذر کا دکان شیشہ گر ہے

---

کب نالہ بلائے جاں نہیں ہے  کب آفت دل فغاں نہیں ہے
کب چشم پہ ناگوار ہیں خواب  کب دل پہ نفس گراں نہیں ہے
ہے کون سا دم کہ تازہ نوحہ  ہر حرف لب و دہاں نہیں ہے
کس دن نہ فلک بہ رنگ اخگر  صد آتش ہم عناں نہیں
کب رات ہوئی کہ چشم تر سے  جو نالۂ دل رواں نہیں ہے
سب کچھ ہے جو چاہئے مگر صبر  ایک جنس ہے وہ کہ یہاں نہیں ہے
بس تا نکھا اٹھائیں یہ غم  تیا ہم ہیں تو ہم میں جاں نہیں ہے
کہتا میں نہیں کہ ظلم ہے بد  پر خوب تو مہرباں نہیں ہے
سو بات کہوں پر اس کے آگے  گویا منہ میں زباں نہیں ہے
'قائم' سا عزیز خوار ہو حیف  کوئی ہند میں قدرداں نہیں ہے

---

پھرے زمانہ جہاں تک ہے ہم سے یا نہ پھرے
کسی کے پھیرے نہ پھر لے سے کہا خدا نہ پھرے
فلک رلاتے تو ہے ہم کو لیک یہ ڈر ہے
کہ تلملا سا کہیں آپ ہی یہاں نہ پھرے
ہزار حیف کہ گلشن ہے اس جگہ گستاخ
میں جس چمن میں یہ چاہوں تمہارا صبا نہ پھرے

---

تھی خبر یہی کہ رات پیارے  تم غیر کی گفتگو نہ سمجھے
سمجھو گے ہمارے بعد ہمکو  پر حیف کہ روبرو نہ سمجھے

# فہرست مضامین

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد سخن آفرینی که بنای مصرع موزون قامت خوبان گذاشته اوست و بیت
ابروی حسن بنای ابروی محبوبان که دل از دست می برد نگاشته او و تحفه تحیات سحاب
رسالت مآب که ناظم حقیقی دیوان کائنات است مصداق کلام صدق التیام لولاک که بی
ذات مبارکش تدوین نموده و رباعی مدایح اربعه را چهار یار که چو مصراع رباعی
عناصر باعث قیام عالم انس ترتیب فرموده بعضی سخن طرازان هندوستان
و طوطیان شکرشکن این بوستان مخفی و مستحسن نماید که تا آلان در ذکر بیان اشعار
و احوال شعرای ریخته کتابی تصنیف نگردیده و باین زبان هیچ انسانی از احوال این
شعر او بسته مصوران این فن سفری تالیف نرسانیده بنا براین فقیر مولف
محمد قیام الدین قائم بعد کوشش تمام و سعی تمام دواوین این اعزه فراهم آورده
پاره ابیات از هر کلام برسبیل یادگار در ذیل این بیاض که بمخزن نکات موسوم
است بقید قلم در آورده برای امتیاز طرز کلام صفات علمی و که تفصیل آن بیشتر است
ترکیب داده شاید که مقبول خاطر خطیر صاحبدلی گردد یا در نظر اولی الابصار مسطور
افتد بهر حال التماس جماعت معنی شناس آنست که این هیچمدان را متکلم نشده

## صحت نامہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳ | ۳ | ل میں | ل دس | ۲۱ | ۱۱ | اٹھا | کہا | ۴۶ | ۱۳ | بواجی | لواحی |
| ۳ | ۱۸ | بہرسے | پہرلے | ۲۴ | ۱۳ | ہمت | ہمتن | ۴۱ | ۹ | دیکھے رکھنے | دیکھی رکھی |
| ۸ | ۲ | تسع | تشتع | ۲۴ | ۱۷ | ال ہائی | ال ہائے | ۳۶ | ۱ | رسمر لوتس | [illegible] |
| ۹ | ۱۵ | رابد | ربد | ۳۵ | ۱۷ اور ۱۸ | نادہ تنہا | نادیتہا باد | ۳۹ | ۱۶ | سلامن | سلامتی |
| ۱۳ | ۵ | کبریسر | کھر لیسر | ۳۶ | حاشیہ خا | گھساں | 〃 | ۷ | حاشیہ ۹ | سطیر | 〃 |
| ۱۹ | ۱۱ | کھیا | کھیسا | ۳۷ | ۶ | رانوں کو | راتوں کو | ۷۲ | ۳ | اور درحلو | اور درحلوت |

تمت

جامع فضائل صوری و معنوی حقیقت آگاه ملا نوری از قوم ... زاده ... است ... اعظم پور
است در فن بدیع و معما سرآمد روزگار خود بود و در شعر فارسی بسیار رتبه ی گفته چنانچه قصاید
طول الذیل از وے یادگار است گویند وقتے کہ او الیس ... مولوی ... تعریف
می کرد مولوی ایں مصرع رسید "موے شد دام زبان است سمجھتا ہی معنی"
... افتاد و مضمون مصرع مالی ... مذکور نسابہ معرفتے کہ داشت برائے
ملاقات وے رفته بود تحقیق حال دار سیده مصرع بداہۃ گفت مصرع
"... کہ گرانے" ... لطف ... آفرین کرد و ازاں باز او را بسیار دوست
داشت ... رد ... ریختہ ... است الا ... ایں یک
بیت مقطع ... است ... کرد ... یادہ
نوری ... ہے ... قتل ... ایں ... شرح ...
... کلائش ... لیکن ... غصب
حاصل ... است تفصیل ... تقریر ...
است ... کہانی ... روزگار ... ازو ...
... ایں ... شہرار ...

... ہم ...   ... اور لوگ ...

باید دانست کہ چوں فن ریختہ در آں وقت از محل اعتبار ساقط بود شعراء ... آں
... می بود و ایں ... است ... است انتخاب کہ ...
... شد اما بعد ازیں ... در عہد عبد اللہ قطب شاہ کہ
... می آید ریختہ گفتن بزبان دکھنی بسیار رواج گرفت با ... کرد

این خدمت مدعائے حیرباد فرمایند و از خطائے رفتہ کہ خواص بشری است اغماض نمایند۔ مصرع: کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

# طبقۂ اول

طبقۂ اول۔ در بیان اشعار شعرائے متقدمین۔

طبقۂ دوم در ذکر کلام سخنوران متوسطین۔

طبقۂ سوم در بیان اشعار و احوال سخن طرازان متاخرین

سعدی

طبقۂ اول اتفاق جمہور بر آن است کہ چون حضرت شیخ سعدی شیرازی در ہنگام سیاحت بطرف گجرات تشریف آوردہ بعد سیاحت سومنات چنانکہ در نسخہ بوستان مذکور است بزبان این دیار وقوف یافتہ یک دو غزل ریختہ کہ بعد ازین مرقوم خواہد شد مع دیگر ابیات بسبیل تفنن ارشاد فرمودہ بعد از آن حضرت امیر خسرو ہمان ناطراحی و تعمیرہائے بسیار بکار بردہ ہر چند سلیقہ سخن سنجی آن وقت در دار الصناعت ریختہ گویان حال است لیکن بپاس طبیعت مشتاقان ہر فن سخن دو سہ چار بیت از ان انتخاب تبرکاً و تیمناً درین مقام قلمی مے گردد و از احوال این ہر دو بزرگوار چہ نویسد کہ مورخین سلف در کتب تواریخ مندرج و ضبط نمودہ اند اظہر من الشمس و ابین من الامس است ؎

اے مردمان تہر تہا کیسی رہی یہ ریت ہے　　ہے ہے نہ پرسد کسے پر دیسیا ریت ہے

سعدی طرح انگیختہ شہد و شکر آمیختہ　　در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

خسرو

زرگر پسر چو ماہ پارہ　　کچھ گھڑیے سنوارے پکارا

نقد دل من ربود و بشکست　　آخر نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا

مردم آن دیار نرگس آسا بر باعث دیدہ قلمے می سازند و از شہرے بشہرے می برند در
حقیقت دو سہ جا تیش کہ انسان حلیہ کجا سواے اہل ہند است خالی از حسن لطافت
نیست چنانچہ این ابیات از ہمان نمونہ است

[illegible] | تبسم لبان پر جیو موج شراب
[illegible] | یک پڑے کے ہاتھ وہاں دیو کا

خوشی

محمد خوش خوشی متخلص خلف الصدق مولانا قطب الدین قاضی حیدرآباد است
از جمیع علوم و فنون مشار الیہ بود ہمیشہ بدرس و تدریس اشتغال داشت گاہ گاہ
[illegible] طبیعت دو سہ مصرع ریختہ فارسی غیر موزون می گردد در آخر
[illegible] احوال او [illegible] آمدہ [illegible] حرمین [illegible]
[illegible] ہم [illegible] حیات [illegible] ریختہ از
[illegible] خاطر او [illegible]

[illegible] | پلکاں کے ہاتھ سے بسمل نکو کرے
[illegible] | سب کچھ کر دیو ایک [illegible] دل نکو کرے

رجی

[illegible] متخلص [illegible] حیدرآباد است روزگار [illegible]
داشت [illegible] احوال [illegible]
می [illegible] اندیشہ [illegible]
[illegible] یادگار

[illegible] | [illegible] واسطے حاصل نکو کرے
[illegible] | پلکاں کو [illegible] مقابل نکو کرے

نیز طبع موزون داشت اکثر در مرثیه حضرت ابی عبدالله الحسین علیه الصلوٰة والسلام شعر
می گفت وگاہے بنابر تفنن طبیعت حسب الاتفاق دو سه بیت بجهت درد وصف خط و
خال غزالان تهرے هم می نوشت چنانچه این مطلع از وست۔

کس در کہوں کا حال دل میں مجھ دل پچھ گھیرا ہے | یک ٹک ٹھہر گئے بس یہاں جیو بار بار ہاتے

واکثر مستعدان این فن که درآن وقتے بودند هر دم این دیار را بر اشعار احوال یکے
ازینها اطلاعے نیافته اند مگر معدودے چند که در زمانه سلطان ابوالحسن بودے تهرے
بر او گفتند و پاره از ابیات این گروه را اوراق بیاض هائے سخن سنجان هندوستان تکلیے
نمودند بنابرین یک گونه از اسم و رسم اینها تحاشے با ثبت آثار الله تعالیٰ مرا بعد
جبرے ازان مرقوم خواهد شد از مراتب حوصله فهم معنی آگاهان پوشیده نیست که
دماغ بیدماغان نکاؤ کاؤ مشقت بسیار نمی آید هر آنچه معقول و سهل الحصول بود بقید
قلم درکشید و در دسرے که مافوق طاقت خود یافت تحقیق و تفحص آن شنیا و صفت
وقتے را که مثل متصور نیست ما نه بسته طول و طویل ر باد بداد مرزا ابوالقاسم میر
تخلص از مصاحبان سلطان ابوالحسن عرف تانا شاه عبدالله گنج که در جوار حیدرآباد
واقع است آسوده اگرچه بقیه عمر بلباس فقر هم بمجالسه این یک بیت بنام او
شهرت دارد ست

مرادہ نونہال کہ ہرسٹ گئے ہیں | دستا تھا جس کے ہاتھ میں ڈال سوں آچھا

افضل الدین خان فضلی تخلص بجمیع فضائل انسانی متحلی و آراسته تحصیل و شیوه سخن سرائی
ممتاز روزگار خود بود مرزا ابوطالب می گفت که این عزیز بفرمایش شخصے در تعریف
حسن شاهزاده قسوی پانصد شعر با این همه بارکے دیر کارے موزون کرده است که اورا

ابوالقاسم

فضلی

هر چند ہمیں سب سوں اٹھایا ہے ہات　　اس پر بھی نہ آزاد کھائے ہیہات

عالم میں ہر ایک یہ کہتا ہوگا　　دکھن میں ہے قادرا چھوں در تید حیات

لطفی

لطف علی لطفی تخلص شاعر دکنی است و دیگر احوال او معلوم نشده نیست که کیست

کجائیست این ایک شعر سامعه او مسموع است۔

مجھ عشق کے گلی میں گھائل پڑا تھا کس پر　　جوبن کا ما آ کر مجھکو گھٹ لگیا ہے

رافت

مهر علی رافت درکمال شوخ و طرارت پسر خطیب بادشاهی است از نهایت
بیکسی بے دریاد گوئی معاصران خود را لطعن و استهزا می رنجانید و مجلس را در برابر
خود مقدار بے می نہاد روزے در مجلس پدر بزرگوار من که سخن فهمی و نکته دانی نظیر
نداشت تقریب ذکر شعر مشکلے بمیان آمد چوں در استکشاف معنے آں اندکے تامل
کرده بود از جستگی درد گفت جائے تماشا خطب کار وار این جنس لسانحان ناصواب
از وے مسموع است بالجمله از و طیره اشعارش معلوم می شود که نش بجائش نرسیده
بود او تعالی رحمتش کناد

موتی دریا میں ایسے کے میں کان اگ ہووے　　کہ تمہیں کے وہ نباکوش سے ہمسر ہووے

یونہیں دامانسے رقیبانکے اکھیانکا لہو　　یوں کبھی ہم نا سے سونے کہ آیامت رووے

آزاد

فقیر اللہ تخلص آزاد از مسکنانِ الہ حیدرآباد است ہنوز از منعدمیں بربیا مارہ
بود که بدرس برہمت حدارت اکابران محال بطربر مہمش نموده عزیزی ۰ است مشهد
چوں حوال شدیدوا سے لطف مصر یے در سرش بحمیده کارش تا اعرگی انجامید
مکان معین نداشت جا بجا در دوش می گردید چنانچه این عزیز رسیتے
عراقی تخلص که شدید الاداء اش کمابیش اطلاع بدارم در آن ایام که سخت حد باد حال

نوری

سید شجاع الدین نوری تخلص هرچند از سادات گجرات است اما به علاقه
روزگار در حیدرآباد بسر برده آخر حال بعهده تعلیم پسر درید سلطان ابوالحسن پایه امتیاز یافت
چندے بمنصب [illegible] بود و جا [illegible] گزاشتن حیال روزگار بتوسل [illegible] وزیرزاده
متهم ساخته [illegible] چون [illegible] این حال [illegible] النوال
کشید [illegible] اطلاع [illegible] آباد آمد [illegible] اقامت انداخت
وتا حال [illegible]

نوری اس کے دل کے کوچے سے جو نکلا      حاصل بھلا اس کا اس سے بولو تو تھا سو تھا

شاه قلی خان شاهی تخلص از متوطن هاکه گرچه بود در سستی طبع و رسائی فکر را سخن سرائے
سرا دہ [illegible] بتوسل نوکری بادشاهی در بلدہ حیدرآباد گذرانیده آخر حال بمنصب
ندیمی تاناشاه معزز و مباهی گشته اکثر حسب الایمای بادشاه در [illegible] مرثیه فکر میکرد چنانچه
سانی رای پنجاه سال [illegible] مرثیه اش در بلاد هندوستان دست بدست گردیده
اند و بالفعل غیر از ان بگوش [illegible] آخر [illegible] سوای این مطلع اشعار
غزل از وے مسموع نیست

لما تھیں کاغذ سے کوئی حرف کوئی ہیچ پیچ      [illegible] کوئی کچھ لکھے کوئی [illegible]

میر عبدالبقا ورقا تخلص از ماندگان حیدرآباد است چشم عبرت بین و دل حسرت گزین
داشت چون سن شریفش از پنجاه متجاوز گردید دست [illegible] از متاع [illegible] کشیده
شیخ شهاب الدین [illegible] تشریف [illegible]
تا آنکه [illegible] این رباعی از مصنفات اوست [illegible]

رباعی

لوگاں کا ہیں [illegible] محبت نہیں چلی — جو کوئی تماں سے بچھڑا وہ تحت ہی تھیر

[مست] بطرح تخلص [illegible] از شوطنان اورنگ آباد است آنچہ از سلیقہ شعرش معلوم میشود

بسیار بد [illegible] مشق سخن میزند۔

پلی پر مجھ آنسو تجھے شراروں کی کیا کمی — جس رات چاند ہو تو ستاروں کی کیا کمی

ہر لوگر کو کہاں طاقت اگر ہم عشق کی تاب — اگر وہ تجھے مرا سینا رو چکر میں آجائے

تہیں جیت [illegible] عشق سدا — طوق قمری سے طاؤس شمشاد

[شفق] شفق تخلص [illegible] از [illegible] این ایک شعر مام اوریست

سیاہی کہ [illegible] طلب [illegible] شاعران دکنی بوستہ دید وطن غالب

است کہ داخل بیجاں [illegible] سعد الله خالم [illegible]

کم ہو کسی سے [illegible] — اپنی زباں سے دوست کا اقرار ست کرد

[ہمسر] ہمسر تخلص شاعر دکنی است آنچہ از طرز کلامش مشہور میشود سر سخن داشت۔

[illegible] مسلک والی [illegible] سوال تھا اچھے — [illegible] مستے مرحلے کے حل کئے تھے اچھے

[تمیز] تمیز تخلص [illegible] از [illegible] است [illegible] شعر نام او در بیاض بیاد رفتہ بیاد

مصرع [illegible] شعر مذکور این است۔

آنکھ [illegible] — [illegible] کا راہ راہ طلائی کدھر

[مائل] مائل [illegible] قصہ لکھتے والد در

[illegible] آشناے با صوت بزرگ از رحم ہم مردا

[illegible] ایشان [illegible] گیا [illegible] رفاقت ایشان بولے کا دیا گیر مرحوم

ملا [illegible] کہ آنا ست بود جمخانہ ایشان کرد و

صوبه دار دهلی بود بسر و با اتفاق برادر دیوان ریخته پیدا الخلافت آباد چون نسق
کلامش ناسره گفته جمعیت خاطر نیست ازینها گردید چه او گشته شده نیامد از روی اشعار
این هر دو بزرگوار پیداست از آراد۔

کوئی کسی ہی فرق میں ہم ہات پر نہ آیا | پر جسے یار ملتا ایسا ہم نہ آیا

از فرشته

فراق کشته ہوا اس آن کا ستم کرو ظالم | کہ جیسے حنا خون مرا آ منت بر رکے

احمد گجراتی شعر هندی گفته است از گفته دو مرد باشد از علم سنسکرت بهره
و بهاکا و ملولی داشت در فن خود سر آمد روزگار بود اتفاق که و سند بهره از تشبیه تن
شنیده شده مذاق کلامش بسیار دلنشین است چون حامد شاه ولی الله ولی
بود کاه گاهی فکر شعر در ریخته سری نمود چنانچه ابیات در سیته
از نتایج اوست

ستمگر تو دل پر جو تیرے ہجر ساگیا | کوئی اک بار گھر سے اوٹھے نہ تاکت گئے
پوچھے تھے کل ہماں سے آس دیکھنا جن | سر آج اک سر ستی میں سے بیاس گئے
احمد تمہیں کیا آ دل سے راہ عشق میں | اک بار مر گئے ہے وہ بھی پاؤں تو کٹ گئے

فخری تخلص شخصی بود از شاگردان ولی بسیار صفائی گفت چنانچه از سیاق و
سباق کلامش پیداست دیگر احوالش معلوم بنده نیست

دیکھو ل میں جو سلجھے تو جھکا جو ہر دلاک | دیکھا ہے یار گئے نظر سحر کر آفتاب

محمود بنام از دکن است گویند معاصر فخری است ملک با او چیزی نیز هم داشت
از خاطر رفته است۔

احمد گجراتی

فخری

ٹک ولی کی طرف نگاہ کرو | سچ ہے منتظر ہے درستی کا

پیو چشمِ عشق میں ہے جو ترے حرف کی مستی | ہر نگ اس در پایا ہے رواں عاشق کا

کی تری تنہا ہے جیتے وہ صبا وہ آیا | تا مرگ میرا حال اسے نا وہ آیا

دیکھا ہوا حال عاشق سے ولی | ہاتھ ہوں ہاتھ ہار در دوا بیمار کیا

دہن کے لعل پر وقت تکلم | رکھیا ہاتھ ہے موتی تم

زندگی جاودانی ہے لیکن | فائدہ کیا اگر مدام نہیں

ڈالے اکھاڑ کوہ کو جوں تیشہ ہائے | عاشق کی آہ سرد کہ جس میں اثر نہیں

جو مرد خوب کام کرتے ہیں | کسو نگہ میں تمام کرتے ہیں

کیا اگر بات میری گوش کرے تو | سطر کو تیاں کے فراموش کرے تو

صحبت غیر میں جایا نہ کرو | درد مند دل کو کڑھایا نہ کرو

دل کہ جوں ہے بجھا دیا ولی | زلف کو ہاتھ لگایا نہ کرو

اس کی قدم کا کشتہ جسے ہے شوق | عشاق کے کسی پر رکھو اس سر کو

حکمت یا الفت کہ ہے شب خطر سے جگر | خدا جانے آہ ہوا سے آہستہ آہستہ

دیکھا جو دل سے وہ شیا سے | تو اس کی نگہ کیا بلا ہے

آ تجھ کو جیسے سیر گل | در دانہ آرزو کی کیا ہے

شہ جان کہ ہر کا خیال کرتا ہے دل کو | یہ ہے دم آہ سیر آتا ہے مانا غیر ازاد

تا کہ ہیرا کرتا ہے دل میری کو کام ہے | تجھ زلف کا خیال جیسے لاکی دام

جس وقت عمر میں وہ تجھے دھن آوے | گلزار میں کلیوں کے دہن پر ہنسی آوے

عالم میں تیرے کو ہر ایک آیت کا ہوں | اتنا تو مکر کا ہے کہ تجھ پر ہنسی آوے

بعضے ازیں احوال و اشعار که سابق مرقوم شده رباعی میرزا ابوطالب مسطور تحریر صاحب
رسیده بود و از ایشاں علی سبیل ذکر و مذکور بفقیر معلوم گردیده این یک شعر از طالب است

ہمارے خوں چشم سے آلودہ کب کرے     وہ پاک جسے گرانی ہے رنگ حنا سے

ولی

شاه ولی الله ولی تخلص شاعرے است مشهور مولدش گجرات است گویند به نسبت
فرزندی شاه وجیه الدین گجراتی که از اولیائے مشاهیر است اعتبار داشت در سنه
چهل و چهار از جلوس عالمگیر بادشاه همراه میر ابوالمعالی نام سید پسرے که دلش فریفته
او بود بجهان آباد آمد گاه گاه بزبان فارسی او سه بیت در وصف خط و خالش
می گفت یوں درآنجا بسعادت ملازمت حضرت شاه گلشن قدس سره مستعد گفتن شعر
بزبان ریخته امر فرمود و این مطلع نظر     موزوں کرده حواله او نمودند.

خوبی اعجاز حسن یار گر انشا کروں     بے تکلف صفحهٔ کاغذ ید بیضا کروں

الحمد که بقول زبان ایشان سخن این ما خیال حسن قبول یافت که هر بیت دیوانش
روشن تر از مطلع آفتاب گردیده و ریخته را قسمے بفصاحت و بلاغت می گفت که اکثر
استادان آن وقت از راه هوش شعر ریخته موزوں می نمودند چنانچه قدوة السالکین و
زبدة العاشقین میرزا عبدالقادر بیدل رضی الله عنه نیز دریں زبان غزلے گفته
مطلع و مقطعش این است.

مت پوچھ دل کی باتیں وہ دل کہاں ہے ہم میں     اس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں
جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا     پردے سے یار بولا بیدل کہاں ہے ہم میں

و چند بیت که فقیر موافق طبع ناقص خود از دیوان ولی مذکور منتخب ساخته این است.

دل کو گر مرتبہ ہو درپن کا     مفت ہے دیکھنا سجن کا

خواجه عطا ـ عطا تخلص از روشناسان دار السرور آگره است اوستان روزگار بود در عهد عالمگیر بادشاه. بانگ ریختی اشتهار داشت ازغایت شهرت محتاج تعریف نیست این دو شعر ریخته از وست.

اے در پردہ حسن تو کیسے بچھا چشم | ریزش ہ ہفت جو آہو کیا چشم
آنسب کوئے دست عطا ٹھہرا ہے | توہی کہہ بسر کہیں دیر کہا رہے چشم

میر جعفر ـ جعفر تخلص سید صحیح النسب بود چون اساس سخنوری بر ہزل قافیه گذاشته بنا علیه ذلیل تر گفته‌اند و از بسکه کلامش در عوام شهرت تمام یافت اغنیای آن زمان پاس آبروی خود پیش او بسلوک شایسته پیش می‌آمدند گویند روزی بخدمت میرزا عبد القادر وارد شد بیدل بعد استماع نظم او مرزا چند اشرفی بطریق انعام مرحمت فرموده وقت رخصت این مصرع برخواند و در رفت مصرع ظهوری و عرفی همیشه تو ہی ہے. چونکه از ظرائف روزگار بود کثرتی از هزلیاتش مشهور خواص و عوام است و کلام فحشش اشتهار تمام دارد از غایت ابتذال احتیاج نوشتن نیست.

## طبقهٔ دوم

در ذکر کلام سخنوران متوسطین بر ساسای اسلوب سخن مخفی و محجوب نیست که از عهد عبد الله قطب شاه گرفته تا زمان بهادر شاه کسانی که شعر ریخته اند سی کلام اینها بیاض مرغوب و معقول است هرچند که اگر الفاظ غیر مانوس بگوش با مرهم مستعمل ایشان است لیکن چون موافق زبان دکن است درست است بیشتر هر کس راه بده دارد و نه

ایسے رہنے کو دنیا میں کہاں تاقت | کوچہ زلف ہے یا گوشہ تنہائی ہے
دل چھوڑ کے یار کیوں کہ جاوے | زخمی ہے شکار کس کہ جاوے
حسن تک ملے شراب و یار | آنکھوں سے خمار کیونکہ جاوے
آنکھوں سے اگر درد ہووے | تو دل سے غبار کیونکہ جاوے
غنیمت تو ہے ملنے کو دلی کے | نگاہ پاک سے ارمان کیا ہے
آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہے مجھکو | کرتی ہے نگہ تجھ قد نازک سے گرانی
ہم کو تشنع عشق رہ دیں یاد بس ہے | سرمایہ ہماری بندگی گناہ بس ہے

موسوی خاں فطرت و معز تخلص می کرد ... سر موشکافی می آورد تازه آمد ولایت است احوالش داخل تذکره‌های فارسی است در زمان سلطنت عالمگیر بادشاه بمنصب سه هزاری و خدمت عالی ... شریفه ... در بودند ... دستگاه در استغنای ... بود ... واقع ... مشهور ... باشان ... در بودند ... بعرض اقدس رسانیدند باعتقاد ... ثانی ... است باشتا این کلمه ... بمعقول ... اول ... اعتقال ... توجه ازین ... گناه گردانیده لطیفه ... مشغول شده ... بار آستین ... ایران ... حاشیه ... بجمله ... این شعر ... باشد ... شهرت گشته باشد.

از زلف سیاه تو بدل دهوم ... | ... آئینه ... دهوم ...

ہرگز نظر نہ آیا ہم کو سجن ہمارا — گویا کہ تھا چھلاوا وہ من ہرن ہمارا

تیرے دہن کے آگے دم مارنا غلط ہے — نکچھے نے گانٹھ باندھا سکر سخن ہمارا

## وایں چند شعر از شاہ مبارک آبرو است

آیا ہے صبح نیند سے اوٹھ رسمسا ہوا — جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

بوسا لبوں ستے دینے کہا کہہ کے پھر گیا — پیالا بھرا شراب کا افسوس گر گیا

قول آبرو کا تھا کہ نہ جاوں گا اس گلی — ہو کر کے بیقرار دیکھو آج پھر گیا

رہتے ہیں تیس دن مرکانے سے ملکہ — کلیجا آہنی ہے آرسی کا

مشتاق عید خواہی نہیں بار تو کیا ہے — یہ روز عید دیکھا چاند سے پھر جھمکتا

دل تو دیکھو آدمی خاک کا — عشق سے جرتا ہے پتلا خاک کا

جدائی کے زمانے کی میاں کیا زیادتی کہئے — کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گذری سو جگ بیتا

رہتی ہے دلمیں حسرت حسیب کی طرح — گھر مار چھوڑ کے ہم دوڑ کا ترا سیت

زندگی ہے سراب کی سی طرح — باد سے حباب کی سی طرح

تجھ ادھر حول بے گما ہوں کا — چڑھ رہا ہے شراب کی سی طرح

عالم آب میں آساں نہیں اے سیج گذار — خوف سے عرق کے یہاں بحر ہے کشتی میں سوار

خوب تیری شکل آ سکتی نہیں تصویر میں — مدتوں تک مصور کھینچتا ہے انتظار

آج پھر ہم سے کر دیا ہے اداس — ان رقیبوں کا جائے ستیاناس

سیج تیرے کے شوق میں چھوڑا — رات کو پھولے چمن کا باس

غیر صحبت میں اب لگا جانے — چھوڑ کر اپنی آبرو کا پاس

یار روٹھ رو کر سے مروڑ نہ پھیر کے انگ — آ جائے کہیں لچک تو ابھی لاک جا لنگ

نکلے ہم آ صبا کی طرح جب چمن میں پھول — گلشن کے دیکھ ہم کو گئے ہاتھ پاوں پھول

این قسم که شاعران ابتدائی زمانهٔ محمد شاه اعتقاد وجود لاش اسقاط تاره و ایهام بوده
شعر را از مرتبهٔ ملاحت انداختند تا بمعنی چیزی سد عرض با گفته مصرع
خطائے بزرگان گرفتن خطا است. بهر حال فقیر را در این اشاره فراهم آورده
اشعار دسته بستن تمام موافق فهم ناقص خود بوضع انتخاب قلمی نموده حق تعالی توفیق
کرامت فرماید. شاه مبارک متخلص آبرو مرد بود درویش منش قلندر مشرب
متوطن گوالیار از نبیرهٔ محمد غوث اعلم در ریختی اشتهار تمام داشت چنانچه شوخی
طبع او سجاده سبقت در باب تعلیم آرایش خوبان روزگار را بیان مداهنت موزون کرده است
الحاصل شعر یکه در تصنع خود بسیار مرغوب گفته و مشق سخن بخدمت سراج الدین علی خان
آرزو می کرد که افضل در فضیلت و کمال فوقیت بر معاصرین شد حق تعالی سلامتش دارد
و زیاده برین از کمالات آن بزرگوار سخن سنجیدن به خوبی که شعار قطره آب را لب
موزون دریاحت افلاک پیمودن است هر چند ... بر گفته و وافی کند لیکن
وسعت اطلاقش تا حدیست که شعر میان آبرو را بنظر اصلاح ملاحظه می نموده ملک گاه گاه
پاس خاطر او خود هم دو سه بیت ازین قبیل می فرموده

از آبرو است

| | |
|---|---|
| وہ بے ... خلاف جو اس لب کے ہم ہے | لعل قیمتی کھو ... نکل گیا |
| میرے تئیں خرابے کی کیفیت نہ کچھ پوچھو | بہار حسن کو دے آب جب اکھیوں سیں گیا |
| میخانے بیچ جا کر شیشہ جام توڑے | راہ ... دل کے ... پھوٹے |
| رکھے ... گل ... عجب ... | چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے ... |
| دریا عرق میں ڈوبا تجھ سیم تن کے آگے | موتی کے کان گرا تیرے سخن کے آگے |

دل کے چھینے کو یہ لٹکے چلنا / سحر ہے ٹونکا ہے افسوں ہے
تیغ خورشید میں حسن مراقب ہو / گریہ مسکین ہے سوئی حوں ہے
یوں آبرو بنا دیں دل میں ہزار باتیں / جب روبرو ہو تیرے گفتار بھول جاوے
دل کیسے آوارگی کو کھو آئے / حالت اگر ہو گیا تجکو لاہے ہو
کہیں کی تھی وحشت سے مرادوں کدھر / وے عاشقی کے آہ زمانے کدھر گئے
نے ما ہے بتایا نہ گھر کا دیا پتا / پوچھوں میں کس طرح کہ فلانے کدھر گئے
اٹھ بیٹھ کیوں حجوں سی خاطر رحبت کی / آئی بہار تجکو خبر ہے بسنت کی
جینا مثل سیماب میں جگ میں ہم کیا ہیچ ہے / گرد کھل جا تو دیکھو زندگانی ہیچ ہے
کام کرتی ہے کیا دنیا زکا کل کا تمام / رہتا ہے یہ ہر ہیچ سلا ہیچ ہے
زندگانی تو ہر طرح کاٹے / مر کے پھر جینا مساتت ہے
معشوق ہے یہی کہ وہ اپنے کہے کرے / اور ہم کریں جو بات مانے وہی کرے
جب سے تو اُس کو نظر سے / کیا ہے دوکو راضی کس ہنر سے

یکرنگ

مصطفیٰ خان یکرنگ تخلص معاصر میاں آبرو است بخدمت خان آرزو مشق سخن می کرد ابیات دیوانش ہمگی تمامی قریب یک صد شعر خواہد بود سوائے اینکہ شہرہ جابجا بود ہمی است و در سلک نازان با شاہ مسلک بود و دیگر احوالش معلوم نشدہ نیست ابیاتے کہ از دیوانش فراہم آوردہ ام این است۔

چار سا عالم کہے عشق کی ماہیر یکرنگ / کیا کرے ہائے آہستہ طاقت گفتار نہیں
رنگ حنا اوپر لکھوا احوال دل میرا / تا پڑھ کبھو یہ جا کے نگے دلربا کے ہاتھ
نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے / میرا صبر و قرار جاتا ہے

ابھی کیوں آپ کو مشہور کرتے ہو تم
ابھی تجھے کیا ہو سخن کچھ ہم سے اشارے ہی سے تم

نجر اٹھ جو اسے گلشن میں جب تم نے دکھایا
کہیں نرگس سے شرم سے نرگس کی نیا سی کلی

دور خاموش بیٹھے رہتا ہوں
اس طرح حال دل کا کہتا ہوں

جب چمن میں جا کے پیاری تم نے سیر کر لیا
بے کلی اے صبا جو ہو کی پھر پھر چھو لیا

گلی اکیلی ہے اور یہ اندھیری راتیں ہیں
اگر ملو تو سو طرح کی باتیں ہیں

اے شوخ بے مہر تجھے کچھ ادب نہیں
معشوق گر ہو اتو ہرا کا عجب نہیں

کہتا ہوں میں پکار سنو کان دھر کے سب
جو اور سے ملو گے تو دیکھو گے ہم نہیں

سر تا قدم پیارے دست دعا ہوا
تیر سے کھولے دیکھو جو آپ آئینہ

کیوں ملامت اس قدر کرتے ہو بے حاصل ہے
لگ گیا جب کسو سے مشکل ہوا اس کا دل ہے

لٹک چلنا سخن کا بھولتا ہے اب تک مجھ کو
طرح وہ یاد آتی ہے مڑنے کی ہے آنکھوں میں پیا

رشتہ اس مرگ کی کھاتے ہیں قسم درد دل کی
آہ لٹتے جو کوئی عشق کے مجبوروں کی

لب شیریں پہ سبز کرتے ہیں خط سیاہ
وار لوٹے ہے مٹھائی پہ شکر خوروں کی

آبرو کو ہیں کم ظرف کی صحبت کا داغ
کس کو پروا تمت ہے جو کہ کہکشوں کی

کیا بری طرح خوں ستکتی ہے
کہ مرے دل میں آ کھٹکتی ہے تو

زلف کی شان کچھ ادھر دیکھو
کہ گویا عرش میں لٹکتی ہے

تمہاری لوگ کہتے ہیں کمر ہے
کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے

تجھے در پر تیرے اصحاب شعر لیتے کہ جو اک چوٹ سر اپنا اللہ آ

ہیں تنگ کیسے ہیں ہزاروں طرح جگر را
سب کی جان بچ سے ہم یہ ہے شہری

دشمن جاں ہے تشنہ خوں ہے
ترے ہاتھ اٹھا کے سب قبول ہے

تاں جو ہجر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں — کچھ آن کا دوس نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

ناجی

محمد شاکر ناجی تخلص سپاہی پیشہ بود در سطاوے کہ مصرع شعرش از معنی آبدار و دلچسپ می نہاد، بدرستی طبع و رسائی فکر داد سخنوری می داد و زادگاہ او دار الخلافت شاہجہان آباد است ایراو بفقیر کہ متعہم تخلص می گردد و شعر فارسی بسیار تلاش ہائے نیکو می گفت رابطہ اتحاد و مربوط داشت گاہ گاہ بغریب خانہ تشریف می آورد مدہ خود در خورد سالے اورا دو سہ بار دیدہ ام مراحسن خیلے مائل مزاج بود او تعالی رحمتش کناد

ہوا مارا گل کا دیکھ تجھ رخسار کو منڈا — جو دیکھے تجھ قد آزاد کو طوطی تو ہو بہلا

نہ پوچھو جو دیکھو ہے عارض خورشید کی خوبی — لیا ہے ذرہ ذرہ حسن مہ رویاں سے کر چیدا

بلند آواز سے گھڑیال کہتی ہے کہ اے غافل — گھٹی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے اب تک ہیں جیتا

تجھ دل کو اپنی زلف میں دے جا کہو کہ یاں — نکلے گا پھر نہ ایدھر میں بیٹوں دھسا ہوا

نہ داؤ کھا بدے کا لگتا ہے لالچی سا — حجابوں سے ہل ہل انگل رہا ہے کچھ سا

مجھکو باتوں میں لگا معلوم نہیں کیا کہہ گیا — لے گیا جب دل آئینہ منہ دیکھتا میں رہ گیا

ڈوب گئے گئے ماک جسکے لب پایہ لعلش — جب ناجی کو پوچھا کس لہریں لیا

دہن جب لال ہو پان سے پی کا — سدا حافظ ہے تب تیغے سے کے حق کا

ترے رخسار کے پرتو سے شیخ — پری خانہ ہوا گھر آرسی کا

اس مثل رلکے کہو پایا ہے رنگ اسکو پر — مول ہے جا سے بدخشاں کا یہ سنا لعل سا

کہا سستا ہوا مہنگا نہیں موقوف سکے پر — یہ سستا مری ہی کے ہے جو بکے تا پر

شمشیر انگل کر نہ رہا ہوا نہیں لسلکے یقیں — تمہم کر آنکھوں کی کھول تعلق کے لگا یہ سب

زنگ ساہے ہنگا تیراری ادریث ملے میں گرم — اس طرح کا سا نو آلیا ہے جہولس آئل ہاٹس

سعادت

گر خبر لینی ہے تو لے صیاد — ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

میکدہ میں گر سراسر فعل نامعقول ہے — مدرسہ دیکھا تو وہاں بھی فاعل و مفعول ہے

**میر سعادت علی سعادت** تخلص متوطن قصبہ امروہہ از فرزندان حضرت شاہ ولایت در کمال خوبی آدمیت است ریختہ را تلاش بسیاری گفت و در اقران و امثال خود امتیاز تمام داشت ہنوز مجلس بکمال نرسیدہ بود کہ آثار رفتن محرق از جہان رفت خدایش بیامرزد این چند بیت از وست۔

ہوش کھوتے ہیں میرا یہ وہ کھیانی پرست — بس کہ ہو کم ظرف ہوتا تا ہے دل پیالہ مست

لکھا گیا ہے ہمیں تیرے قد کی تعریف — الٰہی کو کیا تراشا ہے قلم نے

شیخ تو جاتا ہے کیوں آج کا وہاں دام لے — وہ صنم کس کا رام ہوتا ہے خدا کا نام لے

یہ دکھائیں دل نے جو مجھے زنجیر کرتے ہیں — میرا کوئی دم میں جی نکلے ہے یہ تدبیر کر لے

مت دکھا اس طرح کی آن مجھے — کوئی دم جیو لے دے جان مجھے

مثل آئینہ سادہ رویوں کے — موہنہ ہی دیکھے کی آشنائی ہے

**شاہ ولی اللہ اشتیاق** تخلص باوجود مذاق علمی جاشنی فقر داشت در کوٹلہ فیروز شاہ سکونت داشت اوقات عزیزی بیاد الٰہی بسر می برد ہرگاہ کہ از تدوین و ترتیب نسخۂ مثنوی فراغت رو می نمود چیزی از قبیل فارسی بر سبیل تفنن فکر می کرد بندہ در روزی کہ بخدمتش حاضر شدم حرفہائے عاشقانہ می گفت مدت ہشت سال شد کہ بدار البقا انتقال نمود۔

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکہ اسکو چوٹ — ہر ایک گرد ہا ہے مجنوں کو ڈھول کوٹ

چھوڑ کر تجھکو کہیں اور سے جدا لاگ لگے — ہیں نہ ہندی یہ تیرے تلوؤں سے آگ لگے

که گرفته شود لیکن با وجود شرف اسلام اینها بسیار بعیدی نماید او سبحانه تعالی برحمت خود
کارگه گفتار و کردار ما را روا از ناجی است

دم بالا ہے کہ مستی ہے مست آنکھوں کو ملتا ہے — پیالہ اور بھی لے سحر یہ دور چلتا ہے
تجھ کو کیونکر جدا کروں اسے جان — زندگانی بہت پیاری ہے
نرگس کے تئیں ہیں ہرگز لاتا نہیں نظر میں — دیکھی ہیں جب سے آکر پیارے تمہاری آنکھیں
سحر سن اس بت کا نشہ ادا کا — حیا ہوگا کوئی بندہ خدا کا

شرف الدین مضمون تخلص از فرزندان حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس الله سره

گنجینهٔ صفات موصوف و بهمه صفات معروف بود مولدش جاجمئو است در نواح گوالیار
که او را جاجموی گویند چون بی تشریف ایجاد حتی از زرگری دست از تقید علائق برداشت
وقدم در راه آزادگی گذاشت لب دریا مسجدیست مسمی بزینت المساجد او را
مسکن خود قرار داده بتوکل بسر می برد لیکن چون صحبت بود اکثر از مردم صحبا
آخر در طریق سیر در حلقهٔ مجلس وارد می شد چنانچه سعدی گوید

هر کجا چشمه بود شیرین — مردم و مرغ و مور گرد آیند

اورا شعر موزونه بیشتر در ره اختلاط گشت و بعالم قدس مسافر گردید هدایتش بیاد نرود
شعرش مشتمل است بر تلاشات الفاظ و معنی تازه میکند این چند بیت از وست

ہوئے ہیں یار ہر مردی کی ایسی آنسو ڈھلک دیا — کہیں کیونکر نہ یتیموں کو یہ بیدرد موم کا ہاتھ
کرے جو پی کا طوفاں میری آنکھوں ہم چشمی — گیا ہے تنک ہو کے یہ ہمیں ان اشک دریا
انسوں ہاتھ جھپٹ لیتے ہیں دل کو اُن کا — کس ساحر ان کے کھا رستوں یہ یہی ٹوٹکا
چھپ کر جو بالوں سے آ اس طرح پلنگ گیا — کوئی سکے نہ چھپائے تیر بست یار کا کندھا

دیکھ سوہن تری کمر کی طرف — پھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف

چاند تیرے روبرو خوبی کا کیوں آہے دلا — وہ تو داغی ہے تیرا حوں مہر خسمار آہے صاف

امردی ساری تم ابی کر چکے کستاسی صرف — اب تو خط نکلا ملو گے کیوں نہ اسیر کیا ہے حرف

جو کوئی کچھ کہے جھل جاوے — شمع رو ہے ہمارا موسم کی اگ

لیجا تیر شہر شہر پھیرا وحشی دشت دشت — کرتا ہے آدمی کو ہوا پیتہ حرا دل

پیالا پیوے ہے سو ہو رو دلن سے — کھولے ہے لب ہزار رو دلن سے

نہ سیرا ع نہ ملنا نہ میٹھی باتیں ہیں — یہ دن ہمارے کے لئے جان یونہی جاتی ہیں

ہمیں تو بوسہ نہ دینے کہا یہ کہہ کے دیا — جنہوں سے وعدہ کیا تھا انہیں چھاتے ہیں

مت کر اتنا حوراس پہ جان آخر دل ہے — ٹک ٹھہر کے لینے دے اسکو چھیڑ مت بسمل ہے

چراغ و شمع کی پروا رکھ یہ تجھکو مالا ہے — نظر کر دلکی آنکھوں سے اندھیرا بھی اجالا ہے

سمجھتے تھے سبھی بت الست کو باکرہ یارو — سنو یہ بات مدتی میں ایکدن ہم سے بکوبی ہے

اس کے رخسار دیکھ جیتا ہوں — عارضی میری زندگانی ہے

میرے دلکو تو زخمی کر چکے تم — اگر سر چاہتے ہو یہ جدا ہے

تبسم نت رقیبوں سے حاصل ہے — ترے کھاوں ہنسی میری اجل ہے

کیا فردا کا وعدہ سرو قد نے — قیامت کا جو دن سنتے تھے کل ہے

جان ہے جیوڑا ہے دلبر ہے — پر یہ مشکل کہ طالب زر ہے

لب جانبخش آگے تیرے سجن — جو مسیحا کا نام لے خر ہے

سر بالاکی اسا لے آبی دہن میں رکھا ہے — جدا حافظ چہرا دوزخ تھی ایک تری ہر کا ہے

شعر خوب است اما آن سر کفر آلودہ است ہر چند شطحیات شعرا ہمیش ازاں است

بات منصور کی وصولی ہے — ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے
دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے — کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہیں آتا — ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

سامان

میر ناصر سامان تخلص می کرد باکمال بے سر و سامانی می زیست وطن او قنوج بود است در ابتدای سلطنت محمد شاه بدار الخلافه اقامت داشت و اکثر بخدمت خان آرزو ملاقات می شود و دیگر احوالش معلوم فقیر نیست این مطلع و حسن مطلع ازوست

اٹھیں کیونکر اس دل سے جھمکے — کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیباں ساتھ جلتے ہیں ہمیں دیکھ — گو یار ستے ہیں ہم اس شمع رو کے

بینوا تخلص شاعرے بود گمنام از ساکنان قصبہ شیام شوح حیثم ظریف طبع گاه گاه بطریق لطیفہ شعر بدیہہ می گفت و در اوائل سلطنت محمد شاه بدار الخلافت رسید و از ہر یکے کہ دراں عرصہ بود ملاقی گردید روزے در مجلس مشاعره وارد شد میاں شاه مبارک آبرو کہ احوالش گذشت بود و التفاتے نکرد بعد دیر کہ چار زند بگفت کہ میاں آبرو صاحب شما از احوال مخلصان این ہمہ تغافل می کنند گویا جائے ہیں چشم نہ شده اند چوں ایشاں یک چشم داشتند این لطیفہ بغایت موقع افتاد و ہر یکے حضار خنده بسیارے کرد عرض کہ از تحائف روزگار بود خدا ایشاں بیامرزاد ازوست

بیسوا ہوں نہ کوا حسن کی رسے — او میاں ما ادا کی صورت سے

حکیم محمد اسمعیل بیتاب تخلص می کرد شاگرد میاں آبرو بود گاه گاه فکر شعر می کرد ہنوز از مرتبہ موزونیت زیاده بود کہ رحمت حق ادرا ست۔

نالو کا رسہ اسے مثل تنور مضموں　پک فرص ناں کے خاطر تو کیوں مجھ پر ہے بھڑکا

کلی کھلتی ہے وہاں اُسکی جہاں غنچہ و لنگا ہے پیلا　ہوا معلوم مجھکو یہ کہ اب یہ طفل کھل کھیلا

نہ کچھ بیٹھنے میں کیا ہے تو بھی پھر کاتی ہے آنک　دختر رز کی نہیں جاتی ہے ہر پہر تاک جھانک

تصدق سے بوسہ طلب کرتے ہیں گر ناور نہیں　مصحف رخسار پر پیارے رکھا تو ہمنے ہاتھ

جلا آگ سے جب کشتی میں وہ محبوب جاتا ہے　کبھی آنکھیں بھر آتی ہیں کبھی دل ڈوب جاتا ہے

ہمارا اسکے قاصد کی طرح یکدم نہیں تھمتا　کسی مہتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

ہم فقیروں میں تمہارا اے میاں کیا کام ہے　تم تو طالب زر کے ہو اور یہاں حق کا نام ہے

نہ یہی فتنہ قد و قامت ہے　ہنس کے پھر دیکھنا قیامت ہے

م کرتا تھا نقش روئے زمیں پر نہیں مراد　قالی اگر نہیں تو نہیں بوریا تو ہے

ایک تو تھا ہی وہ مہ رو خود پسند　ہو گیا دیکھ آرسی کتنیں دو چند

خط اس کا آگیا ہے مری بھی سفید ریش　ملے کو ابتیں وہ بتلاتا ہے شام و صبح

احسن اللہ یہ معاصر میاں مضموں آرزو در دیہ شعرا انہیا تلاش لفظ تازہ و ایہام میکرد اما از غایت ہجوم الفاظ معنی شعرش کمتر بخط می آید ابیاتے کہ بعد غربال کردن دیوانش برآوردہ ام اینست

لام نستعلیق کا ہے اس بہت خوش خط کے سر　ہم تو کافر ہوں اگر بندے نہوں اسلام

یہی مضموں خط احسن اللہ　کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے

شرف الدین علی پیام تخلص مرد عزیز الوجود بودہ است اصلش از خاک اکبر آباد است شعر فارسی بکمال پختگی می گفت اکثر ہا سے رنگین و تراشہ متین وارد اواس پس در شعر ریختہ داخل نکرد چناں آرزو است دایں دو سہ شعر ریختہ نیز از دست

تمام دارد در جمعیت مجالس مشاعره بجا هم از مقرر است اکثر قوالان شهر در آنجا می آیند
و دیگر هر هم مقرر است ساعت شعر عاشقی [illegible] مکوا [illegible] تراهه شیخ مشهور است
[illegible] در میان مجلس سخن سنت میان یا کیا ملاقات کرده ام گوینده در مساوی حال
فکر شعر می کرد [illegible] حال یک [illegible] اصلاح می گرفت [illegible] یک شعر نام او شهرت دارد

[illegible] بہت ہیں [illegible] روا گر [illegible] | صبح [illegible] نہیں کیسے ہو ہم سے بیان [illegible]

ندیم

مرزا علی قلی ندیم تخلص ولد [illegible] شاہجہان آباد است [illegible] که بخطاب خانی
سرفراز شده بود [illegible] در این [illegible] اکثر [illegible] حضرت الی عبدالله الحسین علیه الصلوٰة والسلام
[illegible] نام و [illegible] گفت روز مشکل ترین [illegible] و توانی طبع آزمائی کرد
چنانچه شهرت [illegible] القصه [illegible] مرثیه او
[illegible] در هم است [illegible] شعر ریخته مشغول است حق تعالی
سلامت دارد.

جدائی میں تیری ہم کیا کہیں کس طرح جلتے تھا | [illegible] شعلہ آتش نکلتے تھا
بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال | مرچکے سیماب تب کہتے ہیں یہ اکسیر ہے

جعفر علیخان عمده [illegible] مقرر است [illegible] لسان [illegible] میان [illegible] النظیر
[illegible] اردگاه [illegible] یکبار [illegible] مصرع ریخته فارسی [illegible] می کند بنده بخانه نواب نعمت الله خان
قزلباش [illegible] ملاقات کرده ام انداز شعرا [illegible] می نماید.

[illegible] ہمارے آنسوؤں کے منزل [illegible] | خدا جانے کدھر یہ [illegible] جاتے ہیں

سامر

[illegible] قوم او زرگر [illegible] تخلص می کرد علم منطق و معانی [illegible]
علی الخصوص [illegible] تحقیق [illegible] داشت چنانچه درین ایام [illegible] کتاب

نہ ہوتا گر کسی سے آشنا دل — تو کیا آرام سے رہتا میرا دل

تڑپ کر مر گئی بلبل قفس میں — بڑی بے تھی ہائے کس ظالم کے بس تھا

فدوی

محمد محسن فدوی تخلص از نجیب زادہائے دہلی است با میاں مضموں و آبرو صحبتہا داشتہ است ربطہ تحریری بہاستے تمام دارد و شعار را مربوط نیکو می نوازد و آنچہ معلوم است از اشکتا سبب اشعار و ابیات خویش متنفر است با غیر آشنا است۔

ایک شاعر کا چھوڑ نہیں سکتا سخن — دیکھ تو عاشق نے تیرے واسطے کیا کیا کیا

حاتم

محمد حاتم حاتم تخلص ہمصحبت میاں مضموں و آبرو است اہل دستار ی شاہجہان آباد است در روزگار سلطنت محمد شاہ بادشاہ بمنصب ندیمی و خدمت لکا وے نواب عمدۃ الملک مغفور پایہ اعتبار داشت بعد فوت او توکل روزگار نمود کمال آزادگی می گزارند کلیاتش ضخیم است و ابیات دیوانش قریب چہار ہزار بیت از نظر گذشتہ شعر خوب حستہ می برآید حق تعالی سلامتش دارد

دلوں کے راہ میں خطرے پڑے ہیں کیا یارو — کہ چیدر روز سے موقوف ہے پیام سلام

ست عاشقوں پہ جور و ستم اس قدر کرو — عالم کا ڈر نہیں تو خدا کا تو ڈر کرو

ثاقب

شہاب الدین ثاقب تخلص متوطن سیوہارا است مشق سخن بخدمت میاں آرزو می کرد سابق ازیں چہار سال اتفاق دیدنش افتادہ الحال مفقود الخبر است شاید بوطن خود رفتہ باشد۔

قاتل کی لاش اور قاتل نے آکے پوچھا — یہ کون مر گیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ

پاکباز

میر محسن پاکباز تخلص خلف الرشید میاں شاہ کمال است بدیں رنگ ازش شنیدہ

بارے جنگ میاں آمد و با آنجا مع خاں بہ کور سحرات تمام گشتہ شد خدایش مغفرت کناد

خط نے ترا حسن سب اڑایا | یہ سبزہ قدم کہاں سے آیا

حکیم یار علی خاں تخلص بشفا جوانیست مستعد کم بیش از ہر جا آشنا علی الخصوص در فن طبابت دست خوبی داشت گاہ گاہ دو سہ بیت ریختہ و فارسی نیز می گوید بہر حال مرد خوبے است ہر جا کہ ملاقات می نماید بسیار بروے کرم پیش می آید خدایش زندہ دارد از وست

جوں ڈانک کے دیے سے دونا کھلے ہے یاقوت | چمکا ہے زنگیاں سے جوہر ترے لبا لگا

محتشم علی خاں حشمت تخلص می کرد اصلش از شاہجہاں آباد است چہ بزرگوارے میر باقی نام از مردماں مشاہیر بود گاہ گاہ دو سہ شعر ریختہ و فارسی با کمال تازگی گفتے و در سلک ہر مصرعش گوہری نایاب می سفت قبل ازیں ہفت سال مرگ رفتہ از جہاں رحمت او تعالی چنش کناد از وست

نکہت گل نے جگایا کسی زنداں کے بیچ | پھیر زنجیر کی جھنکار پڑی کاں کے بیچ

بہار آئی دیوانے کی خبر لو | اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

امید شاہ رام مخلص تخلص قوم کھتری وکیل اعتماد الدولہ مغفور بود با وجود صحبت دلگیرے با اعیان روزگار صبح و شام شعر فارسی بدرستی تمام می گفت سخن درست حال آنکہ ہنگامہ والقی گرم داشت مشورہ سخن نیز سخن سنجی ایشاں می کرد چوں رواج فن ریختہ بسیار یافت خود ہم سہ چار بیت ازیں قبیل موزوں کردہ چنانچہ ایں شعر از وست۔

وحشت آوری کی کہ کسی کا نکلا پڑھ کے | اقرار سے گا بہانہ نرگس لئے کھڑی ہے

تصنیف کرده که تاشش سبحان الله است را این قبیل چند تصانیف دیگر دارد و سنّی که
خان آرزو سراج اللغت تصنیف می کرد بعضی غلطی ها برآورد و ایشان از رعایت
انصاف که خاصه کمال است و فضلای وسے حال بر داشتند اگر شعر فارسی می گفت
گاه گاه دو سه بیت ریخته نیز موزون نموده۔

وہی اک بیساں ہے جس کو ہم زنار کہتے ہیں | کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں
ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوزخ کے ڈرانے سے | معاصی گو ہمارے بیش ہیں کچھ مغفرت کم ہے
ہمیں معلوم کیا حکمت ہے تسبیح اور آنیش میں | مجھے ایسا حرامی کیا سمجھ کو منا جانے

خواجہ برہان الدین **عاصمی** تخلص از نبائر خواجہ احرار در کمال دانائی و ہشیار خرامی و بذلہ
گوئی و نادر کلامی مستثنای روزگار بود۔ عالم جواہر شناسی بعبارت تمام داشت
مولدش شاہجہان آباد است در محلہ بہار پورہ کہ واقعہ شہر نواست با اعزاز و امتیاز
بسر می برد اکثر فکر شعر مرثیہ می کرد و گاہ بپاس خاطر احبا دو سہ بیت غزل نیز
موزون می نمود سالہا برین دو سال از جہان رفت با فقیر خوشنہا داشت
خدایش بیامرز دار دست۔

عاصمی

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا | ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں | بتاتا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا یہاں گل تھا

محمد علی **حشمت** تخلص از مردم کشمیر بود جیاد و جہیت و آدمیت خلائق کلیہ طبعی داشت
سابق برین دو سال بہ اتفاق قطب الدین علی خان که آوازه سخاوت و شجاعت وے
در اطراف و اکناف عالم شہرتے عظیم دارد و معہذا الشرح بسط آں گنجائش
این اوراق بر نمی تابد بسمت بنگالہ مراد آباد رفتہ بود در آنجا با مرزا علی نقی ... و

حشمت

شب ہجر میں میرے جلنے کی قدر — نہیں پوچھے شمع اسکو سمجھاؤ

میرا جلا ہوا دل نہیں اس قدر کے لائق — اس آبلے کو ناحق کانٹوں میں کھینچے ہو

عشق گر یہ ستم نہ آسانی ہے — یہ بلا کوئی ناگہانی ہے

رات اور زلف کا یہ افسانہ — قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

خط و لب ہے آں میں کچھ ہے — بول کچھ اور رنگ یاں میں کچھ ہے

اس زمانے کی دوستی کا رنگ — آن میں کچھ ہے آں میں کچھ ہے

نہیں پہنچی ہے جب تیرا سر گریباں تک — شب تار ہی ساکی ناخن کی خراشے

[illegible] کا سامنے نہیں ہوگا عزیز — یوسف اپنا پیرہن تہ کرکے

دل کی جمعیت نہ کھو لب کو ہلا کر — ہے نہاں تجھ پر یہ تال بول کر

مدہیں مت ہو دوانے عقل کے — گر گریباں چاک ہے چھاتی کھول کر

فضل علی دانا تخلص مولدے شاہجہان آباد است اشعار گرم دارد و حالت او سخن شاعری دون مرتبہ است بخدمت مولوی برہان الدین کہ از مشائخ کبار این زمان است نسبت ارادت دست بکمال آزادی و آزادہ وضعی بسر کردہ چہ چند سال در ذیل خواصان بادشاہے با چند علاقہ روزگار است لیکن در حقیقت از ہمہ چیز دست بردار گویند روزے در لشکر نزدیک سراپچہ خاص ہمراہ آشنایان در بازار نشستہ پیر سینہ بحور و درین اشعار حضرت ظل سبحانی باد و سہ خواجہ سرا از سر سبے آنچہ بیا مدند دیگران دست و پا گم کردہ از سر طعام برخاستند مگر این بابا کہ از جائے خود حرکت نکرد حضرت کہ چنین ملاحظہ کردند باز داخل سراپچہ شدند ... و بعد کہ این عزیز را ... [illegible]

نادر

نادر تخلص نوجوانے بود نادره گوئی شعر ریختہ بدرست میگفت و اکثر از خطوط خوب
هم نوشتہ ظاهراً در سلک رسالہ احدیان بادشاهی سرفرازی داشت قبل ازین
دو سال در کوٹلہ فیروز شاه کہ قدیم مسکن وے بود مسلول شده انتقال نمود

زلف کو کیا پریشاں عقل سے دور ہی ہے — ہر گرہ میں دل ہے اس کے گانٹھ کی پوری ہے

بکھرا ہیں ہو نسیم سے عاشق کے رو بہیں — دل ٹل پہنچے ہیں چشم کا ملنا ضرور نہیں

لپٹی ہی جاتی ہے چہرے سے جو تیرے رو کی زلف — اپنی گھڑی ہوتی ہے ذرا ہی شعور ہیا

سجاد

میر سجاد مرد ایست مستعد متوطن شاهجهان آباد و سعادت تمیده موصوف و اخلاق
پسندیده معروف شرایع لفظے را تلاشهاے معنی مقارن می شمارد و معنی را بوساطت
الفاظ رنگین باوج بلندی رسانده۔

شعر کر رقصعت چشم میں وہ کہے — ہے معنی زبان کے یوں ایہام

گر تو باور کرے جس طرح دو شعر — ہو ہیں توام میاں یک بادام

ابیاتے کہ لائق قریب بمقصد شعر در نظر در آمده شعر بحال لکھ مے آید

کی فرشتوں سے داد سمجھا ہو کہ یہاں کوئی — مرجائے گر تم سے تو کہتے ہیں حق ہوا

ہوتی ہے ہمارے سرد ہارسے ... — لاگی ہے جس پانی سے سلگتی ہے دھر دھر

تھکی ہیں بسکہ تیری راہ دیکھ دیکھ کے چشم — مژہ سے ان کے فرق تک ہوئی ہیں کانٹے

... ہے آنکھوں کا — ... ہیں خوں و خونخوار ...

کس طرح گزاریں گیا — ہجر کی یہ پہاڑ سی راتیں

مجھ سے عاشق حال کی تقدیر ... — دور سے یاد نالہ ... زلف

اگر صبح کو ... کسی کا ... کو — نکل کے گھر سے آوے تو ہم سلام کریں

گپ زدن و لطیفه گفتن با یہا و علی الخصوص نوربائے را رجومان تہاں بسیار دوست
می داشت چنانچہ روزے نائبے مذکور بخانہ ایں تہاں بود اتفاقاً ہنگامہ اختلاط مذکور
گرمی داشت درمیاں آمد گفت خان صاحب دے روز بنارسی حکیم پیش حکیم رفتہ بودم
قصد تحریک کردہ است صاحب دریں امر چہ می فرمایند تبسم کنند جواب داد حکیم
می گوید اگر ارس می پرسید مراسے تنہا جواب بسیار مناسب است چوں برائے دفع
آشوب چشم مجمہ گدا مشتق معمول اطبا است ایں لطیفہ بغایت موقع افتاد غرض
زندگی دو روزہ بصحبت اہل دانش بخوشی بسر برد کہ ثلث عمر نوح بسوال گفت
او تعالی حرمتش کناد

یاروں گھر میں بیٹھنے سے ۔۔۔ دروازہ لواسے اب محبت ہے
آل دیتا ہے ہے کی باتوں پر ۔۔۔ روکے کہتا ہوں چ ہتا ہا یا

اسد یار خاں المتخلص بانسان ساختہ پرداختہ نواب امیر خاں در کمال فطرت و
فطانت و غایت تملیس و متانت شہرہ آفاق بود چوں نواب مغفور بصوبہ داری
الہ آباد تشریف فرمود ایں با ارالصلح بعضے امور در حضور پر نور مقرر بود از انجا
کہ صاحب درست واقع شدہ بود در عرصہ چند روز بدل بادشاہ جمجاه پناہ جا گرفتہ
مخاطب بخطاب اسد الدولہ بہادر گردید ہر چند نار کثرت اشتغال امور ملکی دماغ شعر
شاعری نداشت مطلع از وست۔

جہاں کے بیچ اپنے آن میں ہر ایک دکھا ۔۔۔ نظر کر دیکھ مت خاک میں کیا کیا جھمکتا ہے

نواب امیر خاں متخلص بہ انجام است از شاہزادگان قدیم دلی بوجہ اتش در
ہندوستان بمرتب امارت و وزارت و بکمال عزّ و اعزاز و احترام داشتند چوں

انسان

انجام

ارشاد شد که اسپ شکم پرور دیر رونده با دولت و اقبال بر آمدیم و نواز سر طعام
برنخواستی عرض نمود که فی الواقع تقصیر وار هم لیکن در آنوقت مشغول تعظیم شخصے
بودم که تعظیم وے نعمت و اسپ از وست و این کلمه را قصّه بر زبان راند که برادران
مرا فتاد و حضرت از رعایت انصاف را استقامت وے آفرین ها خواندند و تکلیف
تذکرتی از او معاف شد

پھر صورت خدا کو دکھیا یار ہے میرا — یہی توحید میں مصرع مرے دیوان ہے میرا
مقابل بیٹھ کر میرے مجھے باتوں ہی باتوں میں — میرا دل لیگیا جام نما ہے سرکشی سہلا
تیرے تن کی گرمی سے ہوا ابھار جوں لکھیا — کہ جوں خورشید کی تابش سے جا ہیں موم پگھلا

سلیمان نام نوجوانیست که در حسن و جمال عدیم المثال است دلش فریفته او بود چنانچه
در حق او شعر ها هم ادا کرده از آن جمله است ۔

اے سلیمان اے مرجھا کے تو کی کو سنبھال — خط کا ہے آ چلا حسن کے لیے گو تیرے مجھ چال
سادہ لوحی ہے یہ جو کچھ کہنا تھا تو سمجھتے تھے ہم — اب جو خط نکلا تو سمجھے کہ تسخیر ہمارا سمجھا
نہ جانے قول کو حسن نے میرے اوسکے دانتوں کے — رنگ گردن میں میری اوسکے خنجر کو ملاتے ہیں
سمجھا تھا یہیں ہاتھ سے تال آئے — تمام عمر یاں کٹ سے مری بات کٹ گئی
نہیں سمجھے کہ کیوں لگ رہے ہو سر جھکائے یار — لگی جو بات سے ہی مصر دو تو بیتاں
تجھ سے گفتگو میں تم نے غنچہ سے منھ کو کھولا — جھڑتے ہیں پھول گویا کیا بات ہے تمہاری

تذکرہ ابو الحسن امیر تخلص مرد ... ولایت از مضافات ایران زمین است بنام محمد
ارجمند ... بعد از سپہ احمد شاہ مرحوم شاہ بر تفرقہ ایران بمالک
ہندوستان افتاد در عظیم آباد ... انہ گزرانید که با زبان خود در دو ہیچ مصروف

نازکی الدین خاں موجب درحور میگذرانید ورہمیں سال ازجہاں رفت

اگر بھانڈوں سے عقلا کہیں ملتے ہیں تو اتو ہیں — تو کیوں پیسے کماتے ہیں یہ نقلیں کر کے راتوں میں

چلا کر مست لشکر اپنے کو تاڑی — اگاڑی اصطبل کی جا پچھاڑی

# طبقۂ سوم

در بیان اشعار و احوال شعرائے متاخرین ریختہ کہ در فن ریختہ مخفی و محتجب نماند انچہ
احوال اشعار و احوال شعرائے متاخرین نوشتہ می آید طرز کلام اینہا مانا بردیف فارسی
است چنانچہ جمیع صنائع شعرے کہ قرار دادہ اساتذہ اسلاف است بکار می برند و اکثرے
از ترکیبات فارسی کہ موافق محاورہ اردوے معلی مانوس گوش می باشد منجملہ جوازاں می
می دانند الا ترجمان زبان مغل بریختہ کردن قبیح است چہ دریں صورت صحت زبان
یکے از ہر دو نمی ماند واگر بعضے از اصطلاح کہ زبان زد مردم فصحائے ایں دیار بود کردہ آید
چنداں مضائقہ ندارد اما ابلاغ و توارد یکساں طریقہ اولی کہ یک مصرع ستان ریختہ
و دیگرے فارسی است و در بعضے مقام ریختہ فارسی الفاظ غیر مانوس مخلوط ہم ساختہ
اند ہو علم شخص می انگارند بہرحال ایں منتخب طویل الذیل موقوف بر سلیقہ شاعر باید نمود
بیش ازیں بر صداع سامعاں نباید افزود اگر زبان داں است اشارتے بس است
گوہر یکتائی سیادت لعل بے بہائے کان نجابت خلف عالی وجود سخن فہم معنی
آشنا مسکین افضل الفضلا افصح الفصحا میر شمس الدین فقیر سلمہ اللہ تعالی مرد از خاندان
بزرگ در نہایت فضل و کمال است پسر نواب سعادت خاں امیر الامرائے عہد
میرزا احمد کہ عبارت از سیف الدولہ بہادر است مشق سخن بخدمت آں سید جلیل القدر

در زمان سلطنت محمد شاہ بادشاہ بمنصب ہفت ہزاری و خدمات متعددہ سرافرازی
داشت پیش آمدتن در حضور اقدس اعلی موجب حسد و غبطہ معاصرانش بود چنانچہ بعد
انقضائے ہنگامہ نادر بگردے بسبب رنجش نواب آصفجاہ بصوبہ داری الہ آباد
رفت و بعد از چندے کہ بہ رتق نظم مہمات مہربان طلب برائے او فرستادند در جواب
آن عرضے کردہ مطالع رنجیدہ کہ بعد از ین مرحوم جواہر شاہجہان وقت موزون بودہ نشان
آن مندرج ساخت آخر الامر نوشتہ بدین مرحوم اعتماد الدولہ بہادر کہ تصور آید بہ سال
تمام رآن کشید کہ قضا برگ پال بصورت محمد مہر قولا ساختہ بدست سلامی تکلم از غیب
جائے دروازہ قلعہ بادشاہے برائے رخصت روح او فرستاد حق تعالی رحمش کناد از وست

ایسی احوال ہے تیرا جو نہیں آزاد ہم پھر تمہیں یہ باتیں کیا منہ لیکے اے صیاد ہم

گرامی

مرزا گرامی خلف عبد الغنی بیگ قبول از ہمرہان کاشمیر است شعر فارسی بوضع خوبے
مرتبہ می گفت چنانچہ احوالش در تذکرہ فارسی است دار انجاکہ
چیزہائے چند از عمل مسودہ ذیل نکات بدست آوردہ عاشے را بآب می رانند و بطور
ملا عبرہ و نشد قہ باکمال بے معنی دلے پاکی می زیست ہموارہ مطعون زبان ارباب تحقیق
می بود در آخر سلطنت حضرت فردوس آرامگاہ حرفہ رحوش کہ اکثر از غمہ
روزگار بر داشت گو ندارد این شعر ریختہ از وست۔

حاضری بن محل ہیں کہاتا بیگمی ہے پنیر مسلم کا

کمترین

کمترین از قوم آتا غنشار قبیلہ ترکی بود و بہ ہمین نسبت کمترین تخلص مینمود و عالم ہزل
گوئی و ہیچ پردازی نظیر خود نداشت چنانچہ بقدر شعر و بدست اہل حرفہ بسبیل شہر آشوب
در روئے یادگار است مدت العمر در دار الخلافہ بسر برد آخر حال در سرکار وزیر الممالک نواب

قاتل کو دیکھ کھٹ سے گلی کے سمٹ گئی
یہ پر او چھاتیوں کے کواڑ دل کے پٹ گئی

اودھر نگہ کی تیغ ادھر آہ کی سنان
اس کشمکش میں عمر ہماری تو کٹ گئی

چلے ہیں گل کے ہاتھوں سے چلا کر جا ماں اپنا
مجھ پڑا ہے سلسلہ ہے جس میں گریباں اپنا

رقیباں کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہے نہ خوباں کی
مجھے ناحق ستاتا ہے یہ عشق بدگماں اپنا

کوئی آزاد کرتا ہے چمن اپنے کو ہے ظالم
یہ دولت خواہ اپنا مظہر اپنا ہاں کہاں اپنا

اگر گل کو گل کہوں تو تیرے رو کو کیا کہوں
دو دل نگہ کو تیغ تو ابرو کو کیا کہوں

کسی کے خون کا پیاسا کسی کی جان کا دشمن
نہایت منہ لگایا ہے تجھے ہمنے بیڑا پان

آتش کہو شرارہ کہو گل کہو
... 

ڈرتا ہوں میں زیادہ گل ...
سورج کے ہاتھ چور ... اٹھا

مظہر چھپا کے رکھ دل ...
...

عندلیب خوش نغمہ گلستان روزگار ... اشعار ... لہذا وہ

دو دماں کمال انتخاب نسخہ صاحب کمالی حضرت میرزا شمس الدین مظہر ادام اللہ العالی

ریختہ ... است ... مصرع ... مظہر ...

شہرت ... استوار ... شعر ... قصیدہ ...

بہار و ... و ... روزگار ... ایشاں ...

... مشہور ...

از ... 

... 

... است

می‌بود چون مستغنی المزاجست یافت نقدی مبلغ دو صد و بست روپیه بے تکلیف
نوکری بتفرقهٔ احدیان بساحت تمام بنام او مقرر ساخته هر چند لااقل نمود لیکن برائے
احتیاجات ضروری که انسان را از نوکری منیست طوعاً و کرهاً قبول نموده غرض در
فن شعر فارسی فکر رسائے دارد و بنا بر تفنن طبیعت دو سه بیت از قبیل ریخته می فرماید

| | |
|---|---|
| ترا منہ دیکھ بلبل گل سمجھ بیزار ہو جائے | اگر گل تجھ تلک پہنچے گلے کا ہار ہو جائے |
| زندگی موج آب ہے گویا | دم کا آنا حباب ہے گویا |
| خال تیری سیاہی گردن پر | نقطۂ انتخاب ہے گویا |

مظهر گزارشنده نیست بمعنی پادشاه و بصورت درویش معنی آگاه عارف بالله
میرزا جانجانان مظهر سلمه الله تعالی عالم و عامل عارف و کامل سر آمد ارباب تحقیق
و پیشرو اهل تدقیق است در ظاهر و باطن مرتبه رفیع و شانے عظیم دارد در
اوائل جوانی که مقتضائے آن ظاهر است بشعر و شاعری مشغول بود آخر حال خود
را از آن اندیشه باز داشته بر سجاده طاعت بفقر و قناعت می گذارند و همیشه
همتش مصروف تکمیل اهل ارادت می باشد این چند بیت ریخته و غیره تلامذه این فن
برائے تعلیم انعام الله خان یقین موزون کرده اوست

| | |
|---|---|
| یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے | کہاں اس کو دماغ و دل رہا ہے |
| خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو | یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے |
| نہ آوے بالش مخمل او پر خواب | یہ سر پاؤں سے تیرے ہل رہا ہے |
| ہمنے کی ہے توبہ اور دھومیں مچاتی ہے بہار | ہائے کچھ چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار |
| لالہ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور | کیا قیامت ہے موئوں کو بھی ستاتی ہے بہار |

مرزا جان جاناں مظہر

ساقی ہماری توبہ تجھ پر ہے کیوں گوارا / مست نہیں تو ظالم ترغیب یا اشارا

تیرا دل مجھ سے نہیں ملتا میرا دل رہ نہیں سکتا / غرض الٰہی یہ بیست ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا

کچھ رہے ہے شیشہ یہ کہتا کہیں دنیا سے منہ موڑا

الٰہی اس نے داڑھی کے سوا کس چیز کو چھوڑا

طپش کی اندرون دل نے نئی صورت نکالی ہے

لٹکتا ہے جو پڑا انوں کو یوں لٹکتا ہے جوں پھوڑا

عجب عجب ساقی ہے سودائی ابد لو / تو بھی تماشا کو جا کے ستمگار دیکھنا

لے حسرت سے حکایت سے تصور کھینچا / نے سیر باغ نے گل و گلزار دیکھنا

تنہا شب اپنے کلبہ احزاں میں روز و شب / تنہا پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا

جا جا کے اس گلی میں جہاں تھا ترا گزر / سے صبح تا بشام کئی بار دیکھنا

تسکین دل اس میں کبھی پائے تو پھر عمل / پڑھنا یہ شعر لکھوا اشعار دیکھنا

آئے تھے ہم تو دیکھنے تجھ کو [illegible] / پر ہو جدا دکھا دے سو ناچار دیکھنا

جو کچھ ہے تیرے ساقی سے کہو ہونا ہوا / مارا گئے ان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

سارا ہو گا دی ظالم تیر اگر بیاں کیر / مر سے لہو کو تو دامن سے پونچھ جو ہوا سو ہوا

ہیں دشمن جان دیکھ کے ایسا جو نکالا / مصرعت دل سلمہ اللہ تعالیٰ

جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لالا / غنچے نے صراحی لی اوٹھا گل نے پیالا

کہتا ہے کسے ہے تیرا گو [illegible] / دیکھئے جو کوئی خون گرفتہ تو نکالا

قدر ہی اٹھا نے [illegible] / ہر گز کسی تیر نے کو نہ ظالم نے سنبھالا

رحم کر [illegible] / لاکھا وہ تیر کی [illegible] میں دیکھا

اعزاز و امتیاز دارد الہی سایہ اش از سر سرو پا پایان کم مباد مجنون و فرہاد

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا — کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

بیکس کوئی مرے تو جلے اس پہ دل مرا — گویا ہے یہ چراغ غریبوں کے گور کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا — پانی بھی پھر پئیں تو مزہ ہے شراب کا

موج نسیم آج ہے آلودہ گرد سے — دل خاک ہو گیا ہے کسی بیقرار کا

کیونکہ وہ شیخ کتابت لکھے منہ کو چھپے — کھیل ہے خضر سے مری چھوڑیا پانی کا

زباں ہے شکر میں قاصر شکستہ بالی کے — کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا — جوں اشک پھر زمیں سے اٹھایا نہ جائیگا

رخصت ہے باغباں کہ تک دیکھ لیں چمن — جاتے ہیں واں جہاں سے پھر آیا نہ جائیگا

ظالم میں کہا تھا کہ اس خو سے درگزر — سودا کا قتل ہے یہ چھپایا نہ جائیگا

داماں و داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا — عالم کے دل سے داغ دھلایا نہ جائیگا

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز — اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

نواحی میں ترے کوچے کی ہے یہ حال ہوا — کہ جوں جغد آشیاں گم کر کے بستی میں پھر بھٹکا

سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس آبرو کا — سنتا ہے اے دوانے جب دل دیا تو پھر کیا

موج آتش ہے سیل آنکھوں سے — شاید اب دل کا آبلہ پھوٹا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا — لذت کو اسیری کے کر یاد بہت رویا

تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی — انداز سمجھ اس کا بہزاد بہت رویا

سودا سے کہا میں نے دل میں بھی کچھ کو دو — وہ کر کے بیاں اپنا روداد بہت رویا

ہمکے

نمیز کامل مجمع کمال نمونہ قدرت ذوالجلال دلش گنجینۂ اسرار الٰہی و سینہ اش خزینۂ انوار
نامتناہی است چنانچہ رسالہ در علم تصوف مسمّی بواردات مشتمل بر سرایر حیا تصنیف
کردہ کہ متعلق بدیں است و دیگر ابیات و رباعیات بطور سحابی و خیام بسیار دارد
بالجملہ رتبہ کمالش تا بحدے است کہ والد تبرکش خواجہ محمد ناصر کہ از اولیاء
پروردگار و مشائخ کبار است نسبت مریدی و فرزندی دے افتخار ہا دارد ابیات
دیوانش قریب ہفصد شعر از نظر گذشتہ ہمگی لب لباب و تمامی انتخاب است۔

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا — تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی — جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا
نالہ فریاد و آہ اور زاری — آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
ان لبوں نے نہ کی مسیحائی — ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
زور عاشق مزاج ہے کوئی — درد کو قصہ مختصر دیکھا
اکسیر پر ہوس تا نہ ناز کرنا — بہتر ہے کیمیا سے اپنا گداز کرنا
ہم جانتے ہیں ہم نے ایدھر کیا ہے کعبہ — جدھر ملی وہ ابرو ہمکو نماز کرنا
عاشق بیدل ترا یہاں تلک تو جی سے سیر تھا — زندگی کا اسکو جو دم تھا دم شمشیر تھا
کی تو تھی تاثیر آہ آتشیں نے اُس کو بھی — جب تلک پہنچی پہنچی راکھ کا یہاں ڈھیر تھا
شیخ کعبے ہو کے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو — درد منزل ایک تھی ٹک راہ ہی کا پھیر تھا
تو لیجیو دل سے غیر کی الفت نہ کھو سکا — میں چاہتا ہوں پر کروں تو یہ نہ ہو سکا
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

آنسو جو بھرا حال ہے اتنا تو نہیں وہ — کیا جانئے تو نے اسے کس حال میں دیکھا

دیکھا ہے تجھکو ور یہ مرے سینے اکبار — پھر جب تلک جیا میں دیوانہ ہی رہا

ٹک جاگ لے کہ تھوڑے کے غافل یہ نگہ خواب — آخر تو پھر یہی [illegible] بھی یہ ننگ خواب

بیداری تجدول کی تو ستا حال نہ پوچھا — اک عمر ہیں رو سیہ کہ خرابا و بنگ خواب

آہ کس سرو میں قمری ہے قد یار کی طرح — نالہ کرتی ہے تو میرے دل افگار کی طرح

کل جو بہت بہار تھی شبنم جمعیت میں رو — رو دیا پھر ایک گل کے گلے لگ [illegible] کے بیچ

یا نسیم یا نگہ یا [illegible] یا گل ہے پیام — کچھ بھی لے ہے خانہ خراب ان دل کے سمجھا کی طرح

مر نہ سکا میر جی وحشت کا [illegible] صیاد — قفس مجھے تیرے جنگل سے [illegible] ہی صیاد

ہر ایک [illegible] حال [illegible] باعث [illegible] — لہ دیکھ کر مجھے کہتا ہے تو [illegible] حال فریاد

[illegible] پھرتی [illegible] یوں اسدل پر ہمسے دو — [illegible] پھریں اہل طرب [illegible] نہ ماتم سے دو

قتل ہے ایکدن آکر یہ کہا سو ولے سے — خواہ [illegible] رہو خواہ ہم سے دور

[illegible] کہ وہ کام نہ [illegible] — حسن کا [illegible] کو دل ظلم سے دور

[illegible] کیا عشق کو [illegible] حسن — [illegible] کیا چاہئے [illegible] لاگا [illegible]

انکا وصل [illegible] — [illegible] ہوا ہے ہمارا کفن [illegible]

[illegible] — [illegible] داغ [illegible] کون [illegible]

سو دلدار حال [illegible] کیا ہوا — آئینہ [illegible] آپ کو دیکھے ہے تو [illegible]

[illegible] اتنا [illegible] صاحب [illegible] تمام دیوان [illegible] قلم [illegible] نو بہار باغ [illegible] پروانہ [illegible] بلبل حقائق و معارف [illegible]

در خدمت جان آرزو که خالوے او بود تحصیل دانش اندوخته اوائل حال پیش ظهیر الدین بهادر می گذرانید چون با لشکر آنجا رسید رتق راجه ناگرمل گردید چنانچه تا حال با عز و امتیاز در رفاقت اوست۔

اس کا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا
رسا کبھی لیں تو کیا ہے ایمان ہمارا

ادریس و خضر و عیسی قاتل سے ہم چھڑا
ان خود اگر دنگال پہ احسان ہی ہمارا

ساقی محتسب بن پھر خمیدہ قلقل نہ ہووے گا
مے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رو دیگا

اتنا دل اور دل ستے طپش کرے کاوش
مجھ تھا مری ... آج تب تا کے

نکلا ہے ایسی خاک سے کس ... کے
قاتل ... سمجھے کے ... صفا دیے قتل

گل کی جا ہمیں دیجیے وہاں کے بلبل
کہتے ... ہیں جائے بلبل

کر سیر جب الف گلچیں نے گل چن لیا
توڑا تھا شاخ گل کو ... بلبل

کیا ہیں ... رفتار گریباں
رگ ... گریباں

حسن میری کی باتیں ... چمن اور دین چلیا
... گل ... چلیا

گریباں روز محشر کا اڑایا دھجیاں کر کر
... چلیا

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی
میں وہ نہال تھا کہ اگا اور جل گیا

آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں
مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

کچھ میں نہیں اس دل کی پریشانی کا باعث
... رسالہ

لگی تسبیح اسکی نزع میں بھی میر ہر گز
اسی کے نام کی سمرن تھی جب تک دم رہا تھا

لعنت ... ممکن نہیں رہائی میر کو ہو
... ہاتھ ... رنگ ... ہو

تو نہ جا مر دل ... عاشق کی آہ
... آ ... گئی

ہستی ہے جب تلک ہیں اسے اضطراب میں | جوں موج آئینے ہیں عجب پیچ و تاب میں
غافل جہاں کی دید کو مغتنم نظر سمجھ | پھر دیکھنا نہیں ہے اس عالم کو خواب میں
ہر خار و گل کے ساتھ ہمیشہ ہے اتصال | دریا سے دُر جدا ہے پہ ہے غرق آب میں
ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں | دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں
کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں بو نہ ہو | کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں لو نہ ہو
جو کچھ کہ ہم نے کی ہے تمنا ملی اگر | یہ ایک آرزو ہے کہ کچھ آرزو نہ ہو
دیکھا ہی اب تلک نہ وہ دامن ہے اے صبا | کیدھر سے لئے پھرے ہے تو میرے غبار کو
جی کے جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی | ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی
دید وا دید تو ہوئی دور سے میری اسکی | پر جو میں چاہے تھا سو بات نہ ہونے پائی
فرصت زندگی بہت کم ہے | مغتنم ہے یہ دید جو دم ہے
خیر و شر کو سمجھ کے دو ہے زہر | سانپ کی زیست ہی تجھے سم ہے
روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یہاں مجھے | اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے
لاگا ہی دے مجھے ساقی کے یہاں مجلس میں | خالی ہو جائے ہے پیمانہ کے بھرتے بھرتے
نہ ملئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے | و گر ملئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے
یہ حسن و عشق مل سمجھے ہیں کہ آپس میں جو ہوگا | پر ان دونوں کے جھگڑے میں میرا کام ہوتا ہے
وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا | خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
ہر چند عشق میں تو ہزاروں ہیں لذتیں | لیکن عجب مزہ ہے فقط دل کے چاہ کا

شمع انجمن عشق بازان فروغ محفل سخن پردازان جامع آیات سخندانی مجمع کمالات انسانی معجز طراز کرامت تحریر محمد تقی المتخلص میر اصلش از مستقر دار الخلافت اکبرآباد است

نہ الفت نے محبت نے مروت — تیری خاطر کوئی بدنام کیا ہو
کہتے ہیں فصل گل تو چمن سے گذر گئی — اے عندلیب تو نہ قفس بیچ مر گئی
شکوا تو کیوں کرے ہے میرے اشک سرخ کا — تیری کب آستیں میرے لوہو سے بھر گئی
تسلے کی کشمکش سے کہیں دل ہیں ٹوٹے — یک عمر چاہئے تیرے زلفوں کے چھوٹے
کچھ مدارات بھی اے خون جگر پیکاں کی — تب سے مرتا ہے کئی دن سے یہ مہمان تیرا
عاشق کے دل سے پوچھئے اس غم کو اے فعال — الفت بڑی بلا ہے کسی کو خدا نہ دے
کبھی تجھ یاد میں اس طرح راتیں ہجر کی گذریاں — لکیریں انگلیوں کی مٹ گئیں گنتے ہو ٹھیریاں
مفت سودا ہے کہ اے یار کہاں جاتا ہے — او میرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے
صبا ہر ایک گل سے تو کہیو گلشن میں تو جا کر — گریباں چاک رہتا ہے فغاں سے کیا سبب کیا ہے
سدا اے قاصد میں درد یار کو فریاد کرتا ہوں — ترا منہ دیکھ کر اپنے لکھے کو یاد کرتا ہوں
یاروں نے سن لیا ہے اسیری کے نام کو — پہچانتے ہیں یہ نہ قفس کو نہ دام کو

رباعی

گر تونے کی پار یاری وہ دن بھی گذر رہی — ورہم سے کی آہ و زاری وہ دن بھی گذر رہی
سنتا ہے میرے یار تو راضی رہنا — یوں بھی گذری ہماری وہ دن بھی گذر رہی

واجب التعظیم والتکریم میر محمد حسین کلیم متوطن دہلی است مراتب دانش کسب کرد و سرمایۂ سخن سرے بدست آوردہ در علم عروض و قوافی رسالہ ہا دارد بیشتر ازیں ترجمہا بخصوص زبان ریختہ نظم می کرد بسبب بعضے عوارض دست ازاں باز داشت حاصل کلام حسین شاعر زبردستے است کہ او را پہلوان میدان سخن میتواں گفت قریب بیست ہزار بیت طور قصیدہ و غزل بوضع اشعار میرزا بیدل در حیرتخانہ

حال گلزار زمانے کا ہے مانند شفق / رنگ کچھ اور ہی ہوتا ہے ایک آن کے بیچ

لوہو میں شور بور ہے داماں و جیب میر / پھلا ہے آج دیدہ خونبار بے طرح

کر رحم ٹک کب تک جفا مجھ پر جو اتنا کس قدر / یک سینہ و پیر سینکڑوں یک جان و آزار اس قدر

صد آہ جی کے پار ہوئے تیر اس کے آہ / کر کے بہانہ رو کے کھینچا کسی کے دل کے پیکاں کو

خوش آوتی تجھ بن گل گشت باغ کس کو / صحبت رکھے گلوں سے اتنا دماغ کس کو

مشہور چمن میں تیری گل پیرہنی ہے / قربان ترے ہر عضو پہ نازک بدنی ہے

سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھامے ہے زباں شمع / وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے

تیرے ابرو جدھر کو ہوں مائل / ایک عالم ادھر نثار کرے

کیا خط لکھوں کہ رونے سے فرصت نہیں مجھے / لکھتا ہوں تو بھری ہی کتابت بہائے ہے

تمام اس کے قد میں سناں کی طرح ہے / نکیلے بنا اس جواں کی طرح ہے

خالق کا تو مگر قصد ٹک لے خانہ خراب / رہ گئی ہے یہی ایک بستی مسلمانوں کی

طفلی سے ہوا پیر گیا عہد جوانی / اے عمر گزشتہ میں تری قدر نہ جانی

مدت سے میں نکہت پر آوارہ چمن میں / نکلی ہے یہ کب کی ہوس بال فشانی

کوکہ خاں فغاں

کوکے خاں اصل نامش میرزا اشرف علی است فغاں تخلص می کند در زمان
سلطنت میرزا احمد بمنصب پنجہزاری مفتخر و مباہی گشت سلیقہ سخن سنجی درستے دارد
چنانچہ از سیاق و سباق کلامش پیداست چوں درین ایام در دارالامان ہندوستان
گرد سیہ آفات و شاہراہ مہتاب است بپاس آبروے خویش سفر بنگالہ کرد و دہانجا
رخت اقامت انداخت ازوست

مے واسطے ساقی ہمیں برسات بھی بر آیا / دل دیکھتے ہی ابر کو یا تجھ سے بھر آیا

کرم اللہ خان درد نبیرۂ نواب اصالت خان مرحوم پارۂ از علوم رسمیہ اندوختہ بقافیہ سنجی مشغول شد تمام استعدادش ہمچنان نارسیدہ برخاک افتاد۔

اگر وہ بت کسی صورت سے میرا رام ہو جاوے — تو یوں حاصل ہو اس عقدے سے کہ کفر اسلام ہو جاوے

تری تیغ نگہ ہونے رکھا ہے یہ بسمل کر — اگر ظالم کہیں پھر سے نکلے تو میرا کام ہو جاوے

مرا کیا ہم سا نس ہو کر بھلا نس تجھ دل میں کھٹکی ہے — طلسم چپ کا اگر ٹوٹے تو کیا آرام ہو جاوے

اُسے ضرور ہے اس خاک آستانے کا — تڑپ تو اس طرح کہ مار کے پڑتا لگے

تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

کنارے سے کنارہ کب لگا ہے بحر کا یارو — مزا ملنے کی لذت کا پڑا گرداب کیا جانے

سما نے ہو گئے ہی بہیر نقش پا دل کے — مٹ گیا لوگ سال پر صفت قمر گال پیچ

ظالم کرو ں پر ظلم سے فریاد کے تاکے — ایک دم بھی صبر رہتے میاں قلب تاکے

میر فرخ علی از سادات قصبہ آناوہ است و سپاہی پیشگی میگذارند ذہن سلیم و طبع مستقیم دارد اکثر شعر فارسی بطرز گاہ گاہ بطور ریختہ ہم فکر میکند خوش خوئی و آشنا روئی در نہاد اوست۔

اس قدر تجھ سے ہو کیوں اے بتاں ناآشنا — میں بھی تو شاید کسی دل تھا تمہارا آشنا

کو ہوا نیمیں تجھے خسرو کی دولت جاہ مال — پر کہیں ہوتا ہے پیدا کوہ کن سا آشنا

چشم سے نور گیا تن سے تواں دل سے صبر — عشق میں تیرے ہوئے تجھ سے جدا کیا کیا کچھ

میاں ہدایت اللہ ہدایت تخلص میکند زادگاہ او دہلی است مرید و شاگرد حضرت خواجہ میر صاحب است بسیار باستغنا میگذارند و آبرو مرد ہا نمی ریزند با کمال مروت از قوم افاغنہ با این جمعیت اخلاق و احوال بر کاستہ لا ابالی شدہ راستے

دیوان اس ترتیب یافت از انجمل احمد بدست فقیر آمد انیست۔

تجھے برق مار سے کام کیا تو تو چاہیے حق کو تلف کر
یہ ازل سے دل سے نصیب ہے کہ تب یارے آلہ دار کا

رکھے ہے انتظار دیدہ یعقوب ہر موئی
ہر ایک عصا میرا کوہ خمیر یا کنعان تھا

آتی ہے دل پہ قبلہ نما سے شکست
وہ دن گئے کلیم کے کہ ہیبت سے گر پڑتا

ویرانے سے [illegible] کلیم
تو مجھ سے [illegible] لگا کی ہے [illegible]

ہر [illegible]
رہ گیا [illegible] ہنوز

[illegible] عجب [illegible] ہے
آشفتہ [illegible] سے [illegible]

نشاں مجھ دل کا مت پوچھو یہ مجنوں
کہیں اس طرف ویرانے میں ہوگا

لہو اپنا اپنے منہ سے جو نثار کرتا
توکل اپنی جولی پہ کسب نار کرتا

دنیا کا ہول پرستی نہیں آتو پھرا
چلا جاتا جنگل کو پروانہ کرتا

سفر رفتہ کا نشانہ پا کو ہرگز اے کلیم
آپ کو حول [illegible] ہر انجمن میں گم کیا

پاس نا و دل محبت سے مجھے اس [illegible] کلیم
باغ میں [illegible]

پوچھ مت غم کی داستاں اے دل
کہ پڑا ٹوٹ آسمان اے دل

ہم سے پوچھو جو پوچھتے ہو تم اب
ان سے کیا پوچھ دیا رستا ہیں ہم

غرور حسن ممکن نہیں کسی کی داد کو پہنچے
غرض ہم سن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے

میں آتش کدہ دل کا کہیں تفصیل انہیں ہوتا
سمجھاتے نہیں ہیں جیسے [illegible] آتش کی

[illegible]
دل آزردہ دل آہ [illegible]

[illegible]
[illegible]

اے قلندر جہان معنی میں — داد تو نے سخن کی آکر دی

پارس اور ہمدگر دکھایا ایک — ایسے اعجاز [illegible] ر ملا کر دی

بیان

خواجہ احسن اللہ المتخلص بہ بیان ہنگامہ آرائی صنعت اشعار است درمن ندیمی دستہا یہ دار و میش ازیں کہ کے حال ففاں در دلی بنا بر علاقہ محبت یاد میگذارند دریں ایام بیکار است او تعالی درخور مراد جمعیت ظاہری و باطنی کرامتش کناد

وہ بھی کیا دن تھے کہ ہم آغوش تجھ سے یار تھا — در کے باہر مدعی جوں صورت دیوار تھا

خفا ایک لمحہ جو کرتا ہے تو وہ تو مرتا ہوں — ستم ہوتا اگر الطاف سے اسکی جو میں کرتا

مصلحت ترک عشق ہے ناصح — لیک یہ ہم سے ہو نہیں سکتا

یہ لوگ منع جو کرتے ہیں عشق سے مجھ کو — انہوں نے یار کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا

کیا چلے تھے راز دل کہنے کو لوگوں میں بیان — آپ بھی مطعون ہوا اور اس کو بھی رسوا کیا

بیان تیرے کوچے سے چلتا رہیگا — میری جان تو ہاتھ ملتا رہیگا

ہو چیرہ سر تو بھی اس ستم ایجاد کی طرف — کافی ہے پاس اس دل ناشاد کی طرف

کروں شکوہ درد و غم کب تلک — بہر حال جیتا تو ہوں اب تلک

کچھ بے ادبی کی ہے بیان تو نے بھی اس سے — ناحق کوئی دیتا نہیں دشنام کسی کو

حسرت یہ اس غریب کی آئے اجل کو رحم — بالیں پہ جس کے یار دم واپسیں نہ ہو

جادو تھی سحر تھی بلا تھی — پیارے وہ تری نگاہ کیا تھی

کدھر ہے کہاں ہے جو تبدلی تو — ہم سے بھی کبھو تو آشنا تھی

مارا ہے بیان کو یار جس نے — کیا جانئے کونسی ادا تھی

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی — جس طرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی

پیشکار خالصہ بادشاہے است چیزے تواضع میکرد و منت قبول آں برسر و چشم
خود میگیرد چوں ہمسایہ فقیر سکونت دارد از دوستاں

بھلا تھا تو میری جاں کچھ ہدایت سے | تمہارے جور سے تنگ آ کبھو کیا ہوگا
مگر یہی نہ کرے اختیار ہو سکے کبھو | کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا
تیرے زلفوں کی کچھ چلی تھی بات | روتے ہی روتے گذری ساری رات
یاد کرتے ہی زلف کی ہے قہر | پھر گئی دل سے سانپ کی سی لہر
کیا کہوں تجھ بن مجھے ہر دم دم شمشیر ہے | سانس جیسا ہی ہے گویا ناوک تیر ہے
دولت بے سعی کی ہرگز نہیں ہوتی ہے قدر | در بہشت عاصی ہی گیا کم از آگ پھر ہے
تجھ دل سے تیر عشق ترا پار ہو چکا | ہونا جو کچھ تھا سو تو میرے یار ہو چکا
بہت دکھ کے مرنے سے تو ہدایت ہو لیں سچا میں | مرنا بھی گر ہوا کہیں ایک بار ہو چکا
ہم دوانے وہ ہیں ہاں جنہیں زنجیر کریں | آگئے خاطر میں جو یاروں کے ہم تدبیر کریں
کیا کہوں ہے کہ تیرے ہجر میں کیونکر گذری | وہی جانے ہے میری جان کہ جس پر گذری
دید عالم کا کوئی دم کیجے | کس کی شادی و کس کا غم کیجے
دیدہ و دل میں گھر تمہارا ہے | آئیے شوق سے کرم کیجے
اے کہ ماتم میں عزیزاں کی ہے تو خاک بسر | بیخبر کچھ تجھے اپنی بھی خبر ہے کہ نہیں

قلندر

بدھ سنگھ قلندر تخلص ہندو پسرے است عیالش از نعمت دنیا حظے وافر داشتہ
اور اشوریدگی و لاغ دریافت از خویش و قوم خود گسیختہ بقلندری برآمد

تنگ کیا ہے جنوں نے آ کر دی | ساری عقل و خرد ہوا کر دی
تجھ سے مل کر ہوا میرا دشمن | تو نے اس دل کو کیا بلا کر دی

در ریختہ نیز دارد وجودش را از شاگردان خان آرزو می گیرد

پڑھ کے مجنوں خط کو یہ جواب دیا     نامہ شوق کا جواب نہیں

درد
محمد فقیہ درد مند تخلص می کند در عنفوان شباب حسنی دلفریب داشت شاہ ولی اللہ
اشتیاق کہ در طبقہ ثانیہ گرفتہ شدہ بود حالش کہ از مہجوری گردید چوں گل رعنا
از رنگ و بوئے وفا اثرے ندارد بارے کہ تعبیر ریختہ میرزا جان جاناں مظہر پیوستہ
مدتے بخدمت ایشاں است خاصہ آگاہی کرد تقاضیہ سخن سنجی بر آمد چنانچہ مثنوی ساقی نامہ
مع دیگر ابیات بر صفحہ روزگار از وے یادگار است

قفس تک بھی پہنچی یاد پڑی دور آشیانے سے     عجب ساعت سے تجھ سے تھے چمن آشیانے
الٰہی مت کسی کو پیش رنج و انتظار آوے     ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

یقین
صدر نشین بزم شعرائے متاخرین انعام اللہ خاں متخلص بیقین نبیرہ صاحب
یگانہ عصر و وحید دہر است با اخلاق حمیدہ اتصاف دارد و مصرعہ الوان ہائے
خامہ سحر طرازش با ایں ہمہ لطف و خوبی می تراود کہ ہر دو اسماع دل عشاق قطرات خون
شدہ از دیدہ فرو می چکد بزرگانش در لاہور اقامت داشتند و اکثرے از شرفا
و رؤسائے آں ضلع بخدمت ایشاں استفادہ معنی می کردند چوں والد بزرگیش
بدار الخلافت رسید حمید الدین خاں کہ ملقب بہ ... بود بہ آں بزرگوار نامزد
کرد ایں معنی را موجب افتخار خویش دانستہ بالفعل بہ آن موصوف بمنصب ہزاری و بالفعل
سرداری دارد و ایشاں ہم چناں خود معزز و موقر است حق تعالیٰ سلامتش دارد

ہے تیرے داغ سے پر سینہ سوزاں میرا     آشیانہ آگ سے رکھتا ہے گلستاں میرا
غم کے ہاتھوں نہ رہا کچھ بھی رفو کے قابل     سلک سو بار ہوا چاک گریباں میرا

کس واسطے تمنای جان کی اسقدر ہے
گو صبح ہو چکی ہے پہ ابھی تو ابیا گھر ہے

کون کہتا ہے با وفا تجھ کو
کذب ہے افترا ہے تہمت ہے

بیمار کے احوال کو یوں پوچھتے ہو
تجاہل کے قربان تغافل کے صدقے

آنکھ دیکھو دامن سے اس کے کبھی پونچھو
یہ مجھ ناتواں کا گریباں نہ ہووے

لب تک نہ شکایت کبھی آئی
پھر آگئے حجاب سے نکلی

آئی نہ جگر سے آہ باہر
یہ سیخ کباب سے نہ نکلی

کس رشتہ سے یار وہ ہوتا ہوگا
عالم کے عقب سے جان کھوتا ہوگا

غنچوں کو صبا کہو کہ آہستہ کھلیں
زانوں پہ مرے وہ شوخ سوتا ہوگا

میر سوز

سیادت پناہ محمد میر متخلص بسوز درویش بے نظیر است خط شکستہ و نستعلیق خوب می نویسد و در موسیقی آگاہ در مبادی حال میر تخلص می نمود چون اورا با میر تقی معاصر افتاد از ان باز سوز تخلص کرد با فقیر قائم آشنائی دارد و از آنجا که داخل توپخانہ و شاعر است بسبب ہمراہی فرنگی اکثر بدربار معلی ملاقات میشود

پھر جسن سے اس شکوہ کرے ہے ہوا
اپنے گھر سے جھگڑتا ہے کیوں جو ہوا

تجھ سی بس السلام کوئی کسی ہے گر دیدہ
دیدہ ہیں سو گریاں ہیں دل ہے سو ستم دیدہ

اے آہ ابھی رو چکا دل جس سے تپ ہے
مشکل ہے اگر چوکے یہ غنچہ تو ابھی سے

آنکھیں جو لگ جاتیں تو رات سوتا ہیں
یہ ہیر اگر کرتا بیدار نہ ہوتا ہیں

نہیں دیتا ہے مجھ کو چین یہ دل بیقراری سے
ٹک جھپکے تو دکھلاوے کہ میں بیہوش ہوتا ہوں

چین آتا نہیں مجھے یارب
دل پر اضطراب ہوں کس کا

شوق

میر حسن علی شوق سپاہی پیشہ است ہمیشہ بروزگار عمدہ گذرانیدہ اکثر شعر فارسی

کالی بھی نئی گرمی میں یاروں بھی کھائیاں ہیں — کیا کیا تری جفائیں ہم نے اٹھائیاں ہیں

کوئی سودا سر میں چھوڑ کر عاشق نہ ہو ملک کا — گذر آتش پرستی سے ہے پروانہ سی کچھ سمجھو

اسیران قفس کی ناامیدی پر نظر کیجو — بہار آوے تو اے صیاد مت ہم کو خبر کیجو

سودا ہیں شہر دیکھا کر ہو جاوے گا دوانا — آئینے کو کہتے ہیں اے شوخ پری جانا

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے — برا نہیں یہ شغل کچھ بھلا بھی ہے

یہ کون عصا ہے سحر خاک میں ملانے کا — کسی کا دل کبھی پاؤں تلے ملا بھی ہے

سب صحرا کی وحشت کو تو لے بیداد کیا جاوے — جو دل پڑتے ہیں یاں ان کو تو پھیری ملا جاوے

وصل کی گرمی سے مجھکو شب آتا ہے یقین — دیکھئے مجھ ساتھ خوباں کی جدائی کیا کرے

اس نشتی یوں سے آغوش رنگیں کیجئے — حق میں ہے اس مصرع غور و نکو تسمیں کہیے

چھٹے ہم زندگی کی قید سے اور داد کو پہنچے — غنیمت ہے ہمارا خون بہا جلاد کو پہنچے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرنا ہو — مری فریاد ہی شاید مری فریاد کو پہنچے

ہمیں آخر تمنا ہے یہ موت پر صیاد کیا جاوے — جو گذرے سر پہ مقتولوں کے سو جلاد کیا جاوے

دوانا ہوں میں کس کی زلف پیچاں کے سلسلے کا — … کے مرنے کی طرح فریاد کیا جاوے

مجھے یہ بات ہے کی یاد ایک سوال عریاں — کیا کیجئے کہاں تک چاک ہم کرتے گریباں سے

… ادھار آشیاں کو عندلیباں کے — صبا یہ کیا ہوا جو ہوئیں ہیں آخر گلستاں کے

نگاہ ایک ایسا … گر کر پہنا ابھی جفا کوئی — کسے گا اسیر کس توقع پہ وفا کوئی

… کہ ہو تو … راہ — کہ کوئی دم کو یہ بیمار سفر کرتا ہے

… میر باقر المتخلص بہ حزیں از سادات اکبر آباد است …
از سالہا … در دہلی بود … مردم کار است …

موج دریا کی طرح ضبط میں آسکتا نہیں
کس کو [illegible] لکھیے کوئی احوال پریشاں میرا

روا اگر دیکھیے اس کو کبھی [illegible] نہیں
آئینہ سے [illegible] لگا کیا دل حیراں میرا

میں تو ظاہر نہ کروں اس کی جفا کو لیکن
چھپ سکے کیونکر [illegible] زخم نمایاں میرا

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولتے جامہ کا بند
برگ گل کی طرح ہر [illegible] معطر ہو گیا

رہا میں پھر اسی لذت کا اسیر [illegible]
اگر [illegible] قفس [illegible] آشیاں کرتا

اگر مر کر نہ میں اس شوخ کی خاطر نشاں کرتا
خدا جانے [illegible] کیسی کیسی بدگمانیاں کرتا

کہتے ہیں [illegible] کو آتی ہیں
دل [illegible] کیا ہوگا

ناچار سے دل اپنا لیا [illegible]
اس جنس کا جہاں میں کوئی قدر داں نہ تھا

جو کچھ کہیں ہے تجھکو یقیں [illegible]
[illegible] ہوا آیا [illegible] تھا

کیا کروں مژگان تر کے [illegible] آنسو
آج [illegible] دل [illegible]

حال گو رسے [illegible] کا ایسا ہے [illegible] دل کو چیرا
اس نگہ [illegible]

دل نہیں کھنچتا ہے [illegible] مجنوں سا بیاباں کی طرف
جوش [illegible] بیاباں کی [illegible]

اس ہوا میں رحم کر ساقی تو دے جام ترا
[illegible]

ہمارے درد کی دارو اگر کچھ ہے تو دارو ہے
[illegible] کیا [illegible]

جب دیکھتا ہوں [illegible] تجھ کو [illegible]
[illegible]

مجنوں کی جو تن نصیبی کرتی ہے داغ مجھ کو
کیا [illegible]

یقیں ہے جلتے جلتے کی [illegible] کر کے
[illegible]

کرتا ہے کوئی یار [illegible] اس وقت [illegible]
[illegible]

وفا جس ابروئے خوباں سے جو تیشہ [illegible]
کسی کے کام کی [illegible]

دل آشفتہ ہو کے کیا لیا میں
اے خانہ خراب کیا کیا میں

تیرے زلف سیہ سے اے پیارے
مجھ کو یکسر سراسر سودا ہے

خاکسار اس کے تو آگے کبھی مت لگیو
مجھ کو ان خانہ خرابوں ہی نے بیمار کیا

تیغ قاتل سے ہوئے محروم ایسے ہم
روز محشر کو اٹھیں گے گور سے دلگیر ہم

کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر
یہ مگر تم کو پیار کرتا ہے

کیا ہے اس گھڑی حاصل میرے سمجھانے میں
آہ دل سے کھینچے ہے راحت [illegible]

خاکسار عاشق غمخوار کو لوگوں سے کیا
ابھی دیکھا تھا میں اس بزم میں جانے میں

قیامت ہی ہو گی تو میری ملاقات
تجھے دادخواہی کی طاقت کہاں تک

رونے سے خاکسار کے سوتا نہیں کوئی
اس خانماں خراب کو بیگانہ خدا کرے

عشوہ و ناز کو تیرے پیارے
یہ ترا خاکسار جانے ہے

شانہ آہستہ کیجو سنبھال کر
تار اس زلف کا رگ جاں ہے

تمکین

صلاح الدین تمکین ساحر جوانی است و نہال را از جیب تماشائی ہموارہ با دیگان شراب مشغول است تا مست طالع نشود دست بر ندارد از دوست

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجھ کو دیوانہ کیا تجھ کو پری زاد کیا

خانہ برانداز محبت حرامان میر عبد الحی تخلص تاباں جوانے بود در نہایت حسن جمال بہ صحبت یاراں حال با وجود لیلی منشی مجنوں را ادب محبت آموختی و ناکمال انجمن آرائی شمع وار داغ ہر نگار سوختی اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ داشت آخر حال مرافقت نواب عنایت اللہ خاں [illegible] کثرت [illegible] گرد [illegible] کردہ [illegible] از جہان رفتہ

وہ کہتے ہے ملک مسلم جسے یکتائی کہتے — جو سلیتا ہے سرہ عالم تنہائی کا
میں تو بندہ ہوں ترے جور و جفا کا لیکن — سخت دشوار کا ہے مجھے اصلاً سوائی کا

فراق

مرزا مرتضی قلی فراق از امیران توپخانہ بادشاهی است اکثر شعر فارسی بر طرز دور سخن سرائی سلیقہ درست دارد ہرچند آں طوطی شکرشکن متولد ہندوستان است لیکن نظم کلامش بانا فصحای ایران۔

تماشا اس چمن کا کر سکے دلکو شاد آیا — کہ یہاں تک لب تبسم غنچے کو برباد کرتا ہے
اسیروں کی قسم ہے اے صبا سچ کہہ کہ گلشن میں — کوئی اُن ہم نوایوں میں کبھی یاد کرتا ہے

خاکسار

میر محمد یار متخلص خاکسار مردے است حاشی از خادمان حضرت قدیم تشریف در حقیقت متکبر و باعتقاد خود ظریف ہرچند حسن آشنا و غیر آشنا بر سر رشتہ مزاج می آرد لیکن ہمکشش تاب شنیدن جواب ندارد بنابرین از تمام عالم شاکی است چنانچہ حضرت قبلہ مرزا رفیع صاحب نقل می کردند کہ روزے بندہ و آں عزیز بخانہ مرتضی قلی وارد بودیم این نا بے موقع وقت اختلاط بتقریب شکوہ میر تقی بیان آورد بحصار تکلیف ہجو میر مسطور کرد ہرگز این معنی را ہیچکس قبول ننمود مگر ماہ حاضر ہماں لحظہ این مطلع را موزوں کردہ حوالہ اش نمودم

میر کا گھر ا ہے بے تہا گل رنیق سا ہے — بیت بھی اس کا جو میں دیکھا سو کچھ ہمتی سا ہے

بمجرد شنیدن قریب بود کہ حاضران مجلس از فرط خندہ ہلاک شوند ایشان میر مستور چوں ساعتے برین منوال گذشت دید کہ یاران دست از خندہ بر نمیدارند نگاہے بر شکم خود کرد وقتّا بر خاست و بر دیوار پیچ و حشو کہ در دنیا بود تحویل سامعہ میرزا ویار اش نمود ہرچند مردم رو بسماجت آوردند ہیچ فائدہ نکرد آخر روز ترک ملاقات

[illegible] میرا ایک محلہ کی مسجد شراب خانہ تھا

[illegible] مورد دل گرد گشت آں بسیار

[illegible] تقریبہ ابہا دو مصرع ریختہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] خواہد و نواب

[illegible] علم طبع مستقیم دارد و اکثر مقتضا

[illegible]

[illegible] جہاں اشرف زبان حضرت

[illegible] عارفی الدین خاں بہادر

[illegible] وزیر درخواست شعر برائے معروف

[illegible] اہل کمال را اثر بست تمام است سخنش این

[illegible] از عہدہ آں برآمدن دشوار است

[illegible] مخموری میدہد کی آتالی

[illegible] از دست

[illegible] آیا کہ تیرا نام کسے آیا

[illegible]

[illegible]

کیا کہوں میں ماجرا اپنے دل بیمار کا — آہ جسکو دیکھ کر زہرہ ہوا بیمار کا
ایسے پیارے بسمل کیجو — کیسے ہی درماں ہو کہ سکیگا
کیا ہیں یوں کاعشق سے گر دیکھیوں گلا — ہاں اگر یہ دل ہے تو آرام پریگا
ساتھ تو آپ نے عالم کے گلا نہیں — سینہ کر تیر ہوئی کرتے آہ و دہائی صبح
تیرے میری خبر چشم میرے یار کی کیونکر — یار عیار سے کر کے یار کی کیونکر
دل تو کیسے عالم سوختہ سینے سر سے ماں — سچ کہ گیا حقیقت ہے شب تار کا کیونکر
صحن گلشن گل جو تھی گلشن میں آیا یار آہ — کیا بلبلوں نے دیکھ دھوم مچائیاں آہیں
غم دل میں ہے ہجر کا حال بیدل کا — ہر گز کسی طرح مجھے آرام ہی نہیں
تیر آسوا ہے نامہ بہاں اک سینے پہ اب تک — واسطے بھرا دل سے لیکر جو اسنا ہم
تو جانتا ہے کہ میری شفا ہو اب — آہ کیا چاہتا ایسا ہی راہ تا ہے
تیری ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہر گز — گو قسمت ناخن سے کھلا کوئی عقدہ دیا ہے
آج تجھسے نہیں میرے آنسو — تیرے کوچے کی راہ پائی ہے
بیاں کیا کروں تا کہیں اپنے — مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں لا
یوں شعری لطف دیکھے ہیں گر بیمار کہیں — ایک زنجیر میں بیٹھے ہیں آ کے گلے لگی
مرگ سے اونہیں میرے کچھ آیا ہے شور — رحم کر رحم کر جیتا ہے یہ بیمار ہو

حشم و منش و دانش ہر وا سے وجیہ آمر میتر افسر فرق مجتبا ہی نقش دلکش
بابرار سے اشرف اہل زماں وزیر الممالک غازی الدین خاں بو الاقطار سے
دو نکتہ دو شے معروف بارت احوالش ار کثرت اشتہار محتاج بتکرار نیست — ۵
آہ ۔۔۔ [illegible]

عماد الملک

مژگاں [illegible] تو اس کو [illegible] | [illegible] کی [illegible]
[illegible] | تلوار [illegible] کیا [illegible]
دیکھا [illegible] احوال [illegible] راقم | [illegible] کی اسیری [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible]

[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible]

[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible]

محبت تو ہے باغ عشق [illegible] ہیں | گو [illegible] کی [illegible] ہیں
اظہار اوسکا [illegible] آگیا | [illegible] زباں [illegible]

[illegible]

[illegible] | [illegible]

تشبیہ لبہا و گرفتہ بہ تکرار آمدہ الفاظ نشو و بالجملہ مدار سخن درست وارد خصوصاً غزل را برنگ مخمس کند کہ زیادہ از چشمہ جائے کہ گل جان ناخن بدل زند

نہ تیرے عشق میں بلبل ہی کو نالاں دیکھا
ہر اک گل کا گلستاں میں گریباں چاک دیکھا

پریشاں ہی نظر آتا ہے دل ذرا عالم کا
صبا کیا کھل گیا ہے پیچ اس کی زلف کے خم کا

جو کہ قاتل ہے تیغ ابرو کا
تشنہ لب ہے وہ اپنے لہو کا

تیری عصا میں تجھ کمر سے میاں
فرق ہرگز نہیں سر مو کا

راقم ہوتا نہیں ہے ہم آغوش
کیونکے ہو دور درد پہلو کا

حاضر ہے تیرے سامنے راقم کا سر و دل
محرم یہ سب طرح سے ہے تیری نگاہ کا

سنگ تجھ پیار دل سنگ کی طرح
گیا ایسا کہ پھر ڈھونڈا نہ پایا

ہے زلف میں تیری جائے عاشق
زنجیر ہے اور پائے عاشق

اے عشق تو اس طرح مجھے مار
تا یار کہے کہ ہائے عاشق

دیکھا ہو جسے میں کوئی سر زمیں نہیں
پر تخم دل ہو سبز جہاں سو کہیں نہیں

سنتے تھے ہم جہاں میں ہی اہل کرم کے ہاتھ
آیا جو دید میں تو کم از آستیں نہیں

مرنے کے بعد میرے رہا کریں تو سبکبار ا
نہ ہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاراں

کیا ہنسے ہے تو مرے سینہ صد چاک کو گل
سر فرو لا کے تنک اپنے گریباں کو دیکھ

معصیت میری بہت ہے کہ تیری بخشش ہیں
اپنی رحمت پہ نظر کر میرے عصیاں کو دیکھ

ابر تیرے چشم گریاں کم ہیں
موج دریا ہے شکنج آستیں

زلزلے کو آیا [illegible]
ہووے دل میرا اگر زیر زمیں

یہاں تک سہو اٹھا لیتے تری جفا کو
تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

یوسف مصر کھینچتا ہے کوئی تجھ سے دلبر عزیز دلہا کو

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ زندہ کرتا ہے نام عیسیٰ کو

[illegible] گئے وہ کوہکن قیس کے جو تھے میرے جنوں کا [illegible] میں شور ہے

تیرا [illegible] رواں [illegible] کہاں [illegible] ابھی [illegible]

[illegible] [illegible] ایک دم [illegible]

[illegible] عاشقی [illegible] کا حال ہو گیا ہے [illegible] دل [illegible] تیرا یہ حال ہو گیا ہے

[illegible] تو آ [illegible] سیر گلشن [illegible] نقش پا کے پامال ہو گیا ہے

[illegible] دل ہے [illegible] آبی ہے

دل [illegible] آباد میرا [illegible] [illegible] آئینہ [illegible] ہے

[illegible] کچھ [illegible] دیکھو تو کوئی [illegible] نہیں

[illegible] دیکھو تو کہیں قیس [illegible] دور نہیں

[illegible] عاشق [illegible] مجھے تلوار سے [illegible] ہے

کیا [illegible] کدھر [illegible] کدھر مجھ کو تن بدن کے [illegible] اپنی خبر نہیں

[illegible] آدم کا ذکر کیا ہے [illegible] نہیں

[illegible] ہو چکا [illegible] روتا ہے کیا [illegible] ہونا تھا ہو چکا

[illegible] دل نہیں تو [illegible] کیا کروں ایک دل بساط میں تھا سو بھی کھو چکا

دل میرا [illegible] یار [illegible] ہے تو دیوانہ [illegible] ہے

اور [illegible] تمہارا کچھ نہیں رکھتا مگر جان [illegible] حاضر ہے [illegible] ہے

[illegible] [illegible] جاتی ہے دل وہ [illegible]

اور کوتوال شہر کی رشوت پہ ہے نگاہ کوئی جو پوچھتا ہو کہیں داد خواہ
جوں گل ہزار جا سے گریباں دریدہ ہوں

آیا نہ تجھ کو رحم مرے حال پر کبھو دیکھا نہ تو نے ... مرا آنسو
دیوےگا کیا جواب ... کل ... کر
جوں جگر میں ... تو دامن کشیدہ ہوں

بسمل صفت ہیں ... آرام ایک تل ...
ملا اگر ہے مجھ سے تو ظالم تماشا ... ل ...
... بے ... ی ... ہوں

پوچھے ہے تو کبھو کہ ترا رنگ کیوں ... کہتا ہے کیا ... و ... ہوں
تو کون ہے جو ملتا ہے ... میں کیا کہوں ...
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں ... آفت رسیدہ ہوں

مرزا محمد حسن متخلص بمخلص متوطن شاہجہان آباد نبیرہ وزیر خان ...
در عہد عالمگیر بادشاہ ... شہر ...
چوں ارکان سلطنت از احوال ... مردم عاقل واقع شدہ ...
... قلیل در رسالہ ... نماید حق تعالی ... دارد

سر ... خون ... یار ...
محمد محسن تخلص ... سلطنت ... خوا ...
خان آرزو ... مناسب ... آگر ... ساله
... خواہد گفت ۔

مخلص

آوے کیونکے یار ہیں جہاں اٹھو [illegible] | کہ رہ گئے [illegible] ہم [illegible] ہیں

تماشا کو [illegible] [illegible] | کہ [illegible] کہاں [illegible] ہیں

آپ سے [illegible] کوسے یار ہو سکے نہ ہو سکے | ایسے [illegible] کار ہو سکے نہ ہو سکے

جس [illegible] وصل [illegible] حال | [illegible] ہو سکے نہ ہو سکے

وعدہ [illegible] | [illegible] ہو سکے نہ ہو سکے

حاشے [illegible] | ابھی تو [illegible] ہو سکے نہ ہو سکے

میر ابوالحسن وحشت تخلص چندے غزال روش نخچیرگاہ [illegible] گشتہ صحرا عالم مستی تا فوت

ہیں تو [illegible] کی [illegible] خبر | پہنچا تو اس گھڑی [illegible] کام ہو چکا

[illegible] ہوں | [illegible] جیسے آنکھیں ہوں

[illegible] | [illegible] ہوں

[illegible] | [illegible] منہ نہ موڑیو

سینہ [illegible] | [illegible] توڑیو

[illegible] | [illegible] آنکھوں سے

[illegible] | [illegible] آنکھوں سے

کہیں [illegible] لاتا ہوں | [illegible] آتا ہوں

جس سے ہو آشنائی [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible] ہے

[illegible] | [illegible] ہے

جاں بلب ہوں پر کسو تک جاوے جاں نہیں — دل میں حسرت ہی رہی ہم پاس ہے ارماں نہیں

کتنا اک نزع کی حالت میں ہوں پر ایں ہی — ہو بھی لے مرنا دشوار ہے آساں نہیں

جس دن تری گلی سے [illegible] — ہر ایک قدم پہ راہ میں پتھر جگر گیا

ضیاء

میر ضیاء [illegible] ہر [illegible] روزگار [illegible] ظاہر
مالش آراستہ [illegible] صلاح [illegible]

جنت کا مت [illegible] لیے کر — آ [illegible] کے کر

حور جنا [illegible] — [illegible]

مستان مسیحا [illegible] — [illegible]

درد

دانش آگاہ شاہ [illegible] از سائر شیخ [illegible] است کہ [illegible] طریقت
ایشان پہلوئے [illegible] کہ ترک واقع است در عنفوان شباب [illegible]
کردہ [illegible] روزگار [illegible]
کارہا درگرد [illegible] طائفہ [illegible] دست
تداو آخر حال [illegible] کرد
دبقتضائے [illegible]
او را حالت سکر [illegible]
تے میکرد [illegible] حق تعالی
سلامتش دارد۔

وہ دن آتا ہے کسی کو نہ کوئی یاد رہے — [illegible]

ہماری خاک [illegible] — [illegible]

خالی نہیں ہے اس تری فکر زلف رخ [illegible]

ہمرنگ دلا و رخال [illegible] حقیقی [illegible]

دارد اکثر حرفہاے ناشمرده رگدارد [illegible]

خط مرا اس نگار نے نہ پڑھا [illegible]

میں تو لکھا تھا اوسکو خط ہمرنگ [illegible]

میاں محمدی بیدار از جوان [illegible]

لباس کردا [illegible] تمام [illegible]

صفا الماس گوہر فروش [illegible]

میرگھا لسی از یاران میر محمد تقی [illegible]

آزہوا و باغ ہوا [illegible]

جیون لل کھتری است عشاق [illegible]

در حرف اہل [illegible]

شعر ریختہ و فارسی اشتغال دارد [illegible]

مرسر خط سے دونا ہوا حسن یار کا [illegible]

ارسوا آفتاب [illegible]

مقید ملت ہو واز ہرجا کہ خیر ہم میرسد [illegible]

ترابسا دردولی الشہد [illegible]

شعر بیش ملاحظہ نمودہ ہمراہ او [illegible]

جہاں رفت۔

**سلام**

نجم الدین سلام مخاطب بود شعر را نیکو می‌فهمید همراه اتکا نواب صفدر جنگ به
پورب رفته و الحال حیات سپرد.

حدیث زلف تیره یار سے پوچھ   درازی رات کی بیمار سے پوچھ
تمنا ہو قسم ہے تمہیں تیرے صبر کی   سلوک میں بعد ازیں تحمل نہ کیجیو

**لاله کاشی ناتھ**

لاله کاشی ناتھ متوطن قصبه پتیاله پیر لو بوده رائے بیتکا رسیت از ناموزونان هر
فرق میتواند کرد

تجھ دل کا اے طبیب کچھ کر علاج گر   مدت سے ہے یہ عشق کا بیمار دکھیا

**جولان**

میاں رمضانی جولان تخلص مرد عزیزے است در شیوهٔ گمنامی خود را رامنا
رشتم و گاه گاه بر سبیل ندرت یک دو مصرع ریخته موزون می کند.

رہتے ہیں رات دن خفا تجھ بن   جو کہ ملیں ہم سے تجھ کا انجھڑنا
بزم لڑکے کی بھی صورت کڑی   راگ کی تلوار ہے کس نے گھڑی

**عارف**

محمد عارف رفوگر دہلی خود را در رنگ سخن انگشت نما ساخته از میر محمد یکا ل
سررشتهٔ سخن سراسیمه بدست وے افتاد

ہزاروں ہی تاریک آویں دل میں عارف   اگر زلف سیہ کا پیچ سمجھ اس کے کھل جاوے
دختر رز سے کہہ کہ اس سے ملے   رند عارف ابھی کھاتا ہے

**بسمل**

بسمل آہنگ سخن گوئی دارد اما از علم بے بهره است، در گرد ماخذ سیاہی است بی سبب کہ
دل او برانه مرب اظهار می تواند آورد.

لہو پی رہ گیا بسمل وگرنہ   لڑا اپنے تئیں وہ خاک و خوں میں

شاغل خود را شاگرد بسمل گوید اما شعرش از استاد بسیار بہتر است

حیدان شہاں میرا حال ہے تو ۔۔۔ گریاں گریاں ادھر گئے ہم

کہتے ہیں مسیح جس کے لب کو ۔۔۔ بادی آئے دیکھ مر گئے ہم

لے گو تو لے گیا ہے قاصد ۔۔۔ دل دھڑکے ہے کیا جواب آوے

پنجاب

عاقل رائے سنگھ نام مردے سپاہی پیشہ موطن پنجاب از آشنایان قدیم مرزا صاحب است طبع موزوں دارد گاہ گاہ یک دو مصرع ریختہ فکر می کند۔

رہیں اب سے کیا اس کو رخصت عاقل ۔۔۔ جب مرا بس نہ چلا تب میں خدا کو سونپا

سخت مشکل ہے میاں تیری کمر کا جھگڑا ۔۔۔ دل ہوا آنکھوں سے اب دست گریباں میرا

جب وہ کرتا ہے اس لبوں کا وصف ۔۔۔ عاقل اس وقت لعل اگلتا ہے

سورت

عزلت میر عبد الولی نام متوطن سورت مردے فاضل و عالم اسرار حقیقت آگاہ شاہ عزیز اللہ سورتی است با وجود آبادی ظاہر تعمیر باطن مشغول است در عہد سلطنت مرزا احمد بدار الخلافت تشریف داشت تا عرصہ در سرکار او کہ بود بلکہ برائے مناسبت ایں طائفہ گاہ گاہ خود ہم دو سہ بیت موزوں می کرد

نہ پوچھو یہ بگولا ہے مرا ہم قول صحرا میں ۔۔۔ یہ حال حضرت مجنوں ہے ڈانوا ڈول صحرا میں

سدا بہار گل کہاں کر کر یہ سونگھ گیا ایمان اپنے ۔۔۔ گئیں بلبلیں کہ تم چلا کر جاناں اپنے

جس خوش نگہ کو دیکھوں غفلت کی نیند لیوے ۔۔۔ میں بخت خفتہ سب کا افسانہ ہو رہا ہوں

دل میں زاہدوں کے پھپولا ہوا عمامہ تسبیح ۔۔۔ یارب اس رسم سے یہ زہر کا ٹکڑا جاوے

بجز ناقت تنہائی آسرا اس کا ۔۔۔ سو اسکے اب وائے کوئی ہارا

اوسکو ہم بھی خبر کہ جیتا ہوں ۔۔۔ کسی بد خواہ سے سنا ہوگا

نخل امید بیوفایوں سے ۔۔۔ دل سلامت رہے تو پھل پایا

قفس سے روز کے ہم اور چمن ہے [illegible] — اڑیں تو پر نہیں رہ گئے چلیں تو پاے ہیں

آرام تو کہاں کہ تنگ [illegible] — [illegible]

بلبل [illegible] شتاب — [illegible]

[illegible]

شیخ سعداللہ گلشن متخلص [illegible] از اولاد [illegible] الدین بابا [illegible]

دلش از دست [illegible] سیاحی [illegible] ولی [illegible] است

[illegible] مشاعرہ [illegible]

[illegible] گردی [illegible]

بار اٹھ گئے جہاں سے [illegible] — خالی ہے چمن سی گل [illegible] گئے

اپنے [illegible] دو جہاں [illegible] — [illegible] تو نہیں

[illegible] — [illegible]

[illegible] کیا ایسا ہوگا — [illegible] ہوگا

جو کچھ کہ ہم سے [illegible] — [illegible] ہوگا

میری [illegible] — کوئی [illegible] لگا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] — [illegible]

ایک قطعہ تضمین بر تاریخ کہ بعد از این مرقوم خواہد شد موزوں نمودہ مع دیگر ابیات بعیں نقیہ آورد از بجا کہ مادۂ تاریخ ساست نام کتاب بودساء علیہ ہماں اسم موسوم بود۔

قائم رکھے ہمیشہ خدا تیرے نام کو | کرنے سے ذکر خیر کے ہے موجب نجات
تاریخ اس کتاب کی میں نے کی جب تلاش | پیر خرد نے مجھ سے کہا مخزن نکات
یکبار میرے دیر میں زاہد اگر آوے | میں جانوں جو مسجد کی طرف پھر نظر آوے
صبا کہہ سوچ کی باتیں ترے پیغام کے صدقے | نہیں لب سے کم لذت میں اس دشنام کے صدقے
فصل گل ہے سب نہیں بلبل کرتی ہے ہجوم | ہر ورق برگ گل کے اسکی از کی تحریر ہے
نالے میرے سے کوہ بھی ہو تو کل سکے | بر آہ دل سے ترے کچھ نہ چل سکے

سلیمان تخلص برادر میر عبدالحی تاباں است از مدد حال تا سر آغاز شباب بخدمت ادبی گذارند چوں آں مہ تاباں از نیرنگی سپہر زنگاری در پردۂ کسوف فنا متواری گردید ایں ما با چندے تبلاطم حوادث ساختہ آخر کار بکنارۂ تالاب فرید آباد اقامت گزید چو دھری آنجا بر حقیقت حالش اطلاع یافتہ بسلوکے کہ شایاں حدمت اشد پیش آمد چنانچہ تا حال بلباس نقیر بہماں جا بسر می برد

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھ تو طراری دل | کچھ بھی دھڑکا نہ کیا ہل بے جگر داری دل

مغل بیگ زار تخلص از یاران میر محمد تقی است با وجود کم بضاعتی نو مشقے طرز کلامش خالے از انداز نیست

مشہور تھے جو نالے میری گلی میں اوس کے | کوئی اور بھی جو رویا سمجھا کہ زار ہو گا

میاں مائل محمدی نام اصلش دار الخلافت شاہجہاں آباد است ما وصاف حمیدہ

تجرد

میر عبد اللہ تجرد شخصے است در دکن بودہ از احوالش خبر ندارم زبانی
میر عبد الولی کہ احوالش گذشت معلوم میشود کہ شاگرد اوست

تجھ رو میں لطف ہے سو ماہ کو خبر نہیں — جو رتبہ دار کیا ہے اوسکے فلک کو خبر نہیں

میر میران نیز شاعر دکن است این دو شعر بنامش در بیاض میر عبد الولی مسطور
نوشتہ یافتم دیگر احوالش معلوم فقیر نیست۔

آگر باغ میں وہ سرو خراماں گزرے — اشک قمری سے گلستاں میں طوفاں گزرے
بس لگی ہے آتش غم تیر دروں میری — ناوک ناز ترا دل ستی سوزاں گزرے

نثار

میر عبد الرسول نثار از سر آغاز آگہی بقافیہ سنجی مشغول است پیش ازیں در
دہلی بسپاہی پیشگی می گذرانید درین ایام بسابقۂ آشنائے سادات آنجا بطرف
امروہہ رفت

ناصح بالیقین کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن — منہ سے اڑا ہے گل کے گلشن میں رنگ تجھ بن
دہاں گل رکھے پھرے ہے دستار پر تو اپنے — یہاں عاشقوں کے سر پر پڑتے ہیں سنگ تجھ بن
ہر سمت صد تماشے ہیں خاک و خوں میں — ہے صحن خانہ میرا میداں جنگ تجھ بن
اکثر ہیں دلفگار و لیکن نہ اسقدر — کتنے ہیں بیقرار و لیکن نہ اسقدر
سو بار ہے تو نے قتل مرا غیر کیتیں — ہوں تو گنہگار و لیکن نہ اسقدر
گھر بار جان و مال ہیں اس پر لٹا دیا — کرتے تو ہیں نثار و لیکن نہ اسقدر
ہاتھ سے ان جامہ سوں کے نکل جاویں گے ہم — یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلاویں گے ہم

خواجہ اکرم

خواجہ اکرم مردے است نیکو سرشت اکثر تعلقات بود بمیر جعفر برادرزادہ
و گاہ گاہ غزل ریختہ نیز فکر می کرد چوں در نوشتن این بیاض او را توقفے حاصل شد

ہو جائے رفتہ رفتہ تیرا عشق کارگر — نالاں تو ہے تو اس آزار کی خبر

کیا کیا کہوں میں تجھ سے دل زار کی ہوس — مشہور ہے جہاں میں بیمار کی ہوس

[illegible] — دیکھیں کہاں تلک ہے خریدار کی ہوس

[illegible] — [illegible] ہو گل [illegible] بلبل

[illegible] — آنکھوں [illegible] کہاں [illegible] ہم ہیں

[illegible] — [illegible] تم کو بیمار ہیں تو ہم [illegible]

[illegible] مسلماں [illegible] — [illegible] اس [illegible]

[illegible] — [illegible] ہے [illegible]

[illegible] — [illegible] سے دیوانہ کا ہے [illegible]

[illegible] — اے آہ صبح تو بھی تو کچھ کارگر نہیں

[illegible] — [illegible] انسان [illegible]

[illegible] — آخر گیا نہ [illegible] ایک [illegible]

[illegible] — جہاں [illegible] ہے

[illegible] — [illegible] سو [illegible] میری حال [illegible]

[illegible] — مشہور ہے کہ [illegible] سنوار ہے

ممتاز

واجب الاعزاز حافظ فضل علی المتخلص بہ ممتاز بہ بلند فطرتے موصوف و معاملہ دانی معروف است۔

رباعی

[illegible] — [illegible]

واخلاق پسندیدہ اتصاف دارد اوراورسخن طرازی طرزے مخصوص است و
از انجا کہ شعر خود از نظر شاہ قدرت اللہ خان می گذرانند سیر تو صحبت آن یگانہ
زمانہ آتش شوق نکات بہ باطنش جلوہ افروز۔

اتنا میں مرکے دل سے ترے دور ہو گیا ‏ ‏ اک دن بھی آ کے تو نہ سر گور ہو گیا
مائل کرے گا کب تئیں گالی کا اسکی ننگ ‏ ‏ اس بے ادب کا اب تو نہ منظور ہو گیا
جلوہ کرنے بدر سے ہی میں تو لے جانا نہ تھا ‏ ‏ دیر بھی دیکھا تو تیرا خاص اللہ تہ خانہ تھا
حال کہنے کی نہ دی گریہ نے فرصت رات کو ‏ ‏ آج پھر کہوا اسے مائل دو کیا افسانہ تھا
غلط کہتے ہیں کہ معشوق نہ رستے ملتا ہے ‏ ‏ کہ سے ہے کام محبت سو نہیں کرتا
تو سے مل کے گنوا تم نے ہیں دل مائل ‏ ‏ یہ کافر آہ خدا کا بھی ڈر نہیں کرتا
نالہ کو ہم نے ضبط کیا ناصحا تو کیا ‏ ‏ منہ سے تو رنگ رخ نہ چھپایا یہ جائیگا
اشک کی طرح گر اب تو پھر اوٹھنا معلوم ‏ ‏ میں وہ افتادہ نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤنگا
کیوں نکالے ہے مجھے ہر گھڑی اپنے گھر سے ‏ ‏ میرے رہنے سے تجھے کیا ہے ٹہل جاؤنگا
غیر کے پاس کھڑا تھا میں کہا جا یہاں سے ‏ ‏ کہنے لگا کہ تجھے کیا ہے ٹہل جاؤنگا
تو تو مجھ پر ایک دم غصہ ہو پھر سوتا رہا ‏ ‏ شمع کی مانند ساری رات میں جلتا رہا
ہے قسمت جو تجھ دید سے دور رہنا ‏ ‏ تو بہتر ان آنکھوں سے ہے کور رہنا
اگر یاد میں اس کی گریاں نہ ہوویں ‏ ‏ الٰہی ان آنکھوں میں ناسور رہنا
یہاں تو اس آزار سے دور رہنا ‏ ‏ ذرا اپنے بیمار سے دور رہنا
معلوم کچھ نہیں دل غمخوار کی خبر ‏ ‏ کیا جانئے کہ کیا ہے مرے یار کی خبر
نازاریوں نے گو تجھے کچھ کہا تو کیا ‏ ‏ کب معتبر ہے گو یہ و بازار کی خبر

چوں نگیں مجھ کو رکھ تو سینہ فگار | کہ ترا اس میں نام ہوتا ہے
عشق ہے خوب پر نہیں آتی ہی بھلا ایدھر | رکھیو تو لے تو گرتا کہاں ہوتا ہے
آشنا حیف تری قدر جانی نہ ان نے | ورنہ تجھ سا تو وفادار کہاں ملتا ہے
نہیں معلوم کس کے غم میں ہے بیقرار تھا | مدعا اس دل بیتاب کا کچھ مدعا ہم نے
آتشا کیا اپنے گھر آتش کو | تجھ سے خانہ خراب کی سی شور
عالم میں ہے جو کوئی نالاں ہے تجھ ستم سے | ہاتھوں سے تیرے شکوا ظالم کہاں کریں ہم

میر یادگار علی سید تخلص جوانے است سپاہی پیشہ از سادات قصبہ ہا [illegible] کہ مشہور ضلع میوات است طبع موزونی دارد اکثر غزل ریختہ فکر کردہ ارشاد کہ متصل فقیر خانہ بما شنیدہ ہست اتفاق ملاقات نشدہ خدا آن زندہ دارد۔

ہر اک کے واسطے صیاد تو کر اب تو دام ایسا | کہ گلشن سے لیا ہے تو نے خاطر خواہ کیا
نو تیں باقی ہیں دل پر تیرا آتی ہے بہار | دیکھئے کیا کیا انگلو داغ لاتی ہے بہار
کیا اب بیاں کریں دل کی قہر مرے | ہر آن گئی دکھ ترے [illegible]
کھا کھول اپنی ہی میں سوتی طالع سے کر چند | آتا ہے مرے ویرانہ پہ [illegible]
میاں سرمایہ اپنی مفلسی کا | یہی اک دل تھا سو تیری نظر ہے

ولیعہد میاں غلام حیدر رحلت [illegible] سید حسن مرزا صاحب است طبع سلیم و فہم درست دارد اگر دو سال [illegible] کند [illegible]

تھا ہر اک [illegible] تری [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

الا الحق [illegible]

تھا اسے فن سخن میں ید دست — ہر فن میں بفضلِ تعالیٰ مختار

ازانجاکہ خلاصۂ طبیعتش مائل بفقر و قناعت است بقدر مواجب تنخواہ معاش دارد آلہی موافق استعداد از نعمتِ کرم نصیبہ اش باد۔

جستجو سے بجو شی ہاتھ اٹھایا ہم نے — ورنہ کس چیز کو ڈھونڈھا کہ نہ پایا ہم نے

عشق کے غم سے کوئی عیش مقدم سمجھ — یہ عجب طرح کی شادی ہے اسے غم نہ سمجھ

جان تو حاضر ہے اگر چاہئے — دل تجھے دینے کو جگر چاہئے

آرام رائے بریم ناتھ نام خلف الرشید رائے کشن ناتھ از قوم کھتری است ظاہر حالش چوں طبیعت خویش موزوں و بہ خوشنویسی طرز خوبے ظاہراً فردِ خطاطے بے نظیر و کماندار عدیم المثال است و الد شریفش در پیشکاری دیوان تن دارد چوں ایں عزیز را در دارے معاملات بہ از خود دیدہ در حین حیات ولی عہد خویش گردانیدہ است غزل فارسی بکمال تازگی و پرکارے فکر کند و گاہ گاہ دو یک دو بیت ریختہ نیز سر انجام دہد۔

ان بولنا سحر کا میٹھا لگے ہے جی کو — خاموشی ان لبوں کی کب جیسے ہے مٹھائی

آشنا لچھے از سخن طرازی آشنا است بعضے اشعار از نتائج فکرش ہم رنگ و تہ دار برمی آید۔

جو کوئی چشم تر نہیں رکھتا — درد دل سے خبر نہیں رکھتا

کس طرح دل میں جا کروں اس کے — نالہ میرا اثر نہیں رکھتا

آشنا کے تو حال سے ظالم — اک ذرا بھی خبر نہیں رکھتا

کبھی تو مہرباں ہو ہم پہ اے بت — کہ آخر ہم بھی ہیں بندے خدا کے

آرام
بیطر
آشنا

آشنا و ہم [illegible] ہوتا [illegible]
شمع سحر وقتی ہے کر کر یاد پروانے کو میں

شمع کچھ فرق [illegible]
رہ رہے ایک شب ہی کھسہ دست خالے میں

کھول [illegible]
آخر ایک دن وہی ٹھکانا ہے

کس گل [illegible]
ہم زر داغ سے جسکے خریدار ہوئے

[illegible]
کیا [illegible] نہیں ہو میاں طرح سے

گل دل [illegible]
اس آپ کا اعتبار دیکھا

[illegible] گرد ہم میں [illegible]
جس طرح عکس آئینہ میں ہو آفتاب کا

[illegible] دل [illegible] گرفتار ہو گیا
اب چھوٹنا یہ زلف سے دشوار ہو گیا

[illegible] شب [illegible]
جس کے جگر سے تیر نگہ پار ہو گیا

[illegible] تو دل [illegible] آپ کو [illegible]
جب مل گئی یہ آنکھ میں ناچار ہو گیا

ایسے مزاج [illegible]
[illegible] جو رات وہ بیدار ہو گیا

پھر وہم [illegible] دل [illegible]
[illegible] چلا ہوئے بیگانگی

کو [illegible]
[illegible] تو سکھے یار ہوشیاری

کچھ [illegible] نظر آتی [illegible]
[illegible] کان سے اعتبار [illegible]

اپنی [illegible] چشم [illegible]
[illegible] جلوہ گر نہیں

حسن [illegible]
یہاں [illegible] کسی کو خبر نہیں

الفت [illegible] کیا زیادہ [illegible]
[illegible] لیکن نرالی ہی کچھ [illegible]

[illegible]
[illegible] ہوا [illegible]

[illegible]
[illegible]

قول تربیت آشنائی که از ترنویسی نصیب والی اندوخته با قران یا امثال خود با عواز و امتیاز بسر میبرد اتحاد بسیار مو[illegible] ... [illegible] است چنانچه او ... مرائی دلها خالی است ... [illegible] ریخته میکرد ... [illegible] است ـ

دیکھ اس کی طرح [illegible] ... کیا زمین سے چھٹ کفر نے اسلام کے [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... گر دیکھا [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

راتیں وہ ہو کے رات صبح ہیں نکل گیا
عقدہ جیسا تھا دام اپنا لیکن نکل گیا

آتا نہ تنگ ہو میر مرنے سے یہاں کہیں
یہ ہی نہ شوخ گرہ گیا آج نکل گیا

جتنے تھے لوگ سے میں پایا سبکو نے گمان میں
مل رہا ہے وہ طرح پالنے کے ہر ایک بات میں

الکہ ہم پہ پیرہن تن کی نہ ہم ایواسے جہل
عمر صد سالہ گمولے فکر یا مر نہ سکتا ہے

شعلہ زن ہے سینہ داغ اپنا
سمجھ نہیں جانتا چراغ اپنا

یہاں تک از خویش رفتہ ہوں کہ مدام
آپ سا کرتا ہوں میں سراغ اپنا

ساتھ کسی کی اگر مہر و وفا کی ہم نے
عمر کو کھو کے اس شوخ خطا کی ہم نے

تھا مدد پر عقدہ کئی ہیچ سے مربوط اگر
اک گرہ رشتہ مقصود سے وا کی ہم نے

ڈر ہے اس وقت کا ظالم کہ لہو تیرے منہ سے
اس گھڑی رو بقبلہ ہو کے دعا کی ہم نے

درد نے دل کی سر سوے تمارت نکیا
اپنے سینے کی ہی دارو دوا کی ہم نے

نہ کشتی پار ہی ہو گری ابھی نہ وار آئی
ہوئے ہم غرق دریا ار لگی ہی تھی کنارا آئی

سخنور جوان مشتاق بیتاب کم دماغ و خلوت دوست تا حد ربط کلامش نیکو بود سخنش روز بروز در ترقی است انشاء اللہ تعالی بہ ترقی تمام در اندک مدتی بہار فکرش رنگی دیگر پیدا خواہد کرد فقیر قدم دوستی دارد او تعالی بعمرش بیفزاید۔

نرہے باغ جہاں میں کبھو آرام سے ہم
پھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام سے ہم

اپنے مذہب میں ہے ایک شرط طریق اخلاص
کچھ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے ہم

گو کہ تجھ لطف کے قائل دل رنجور نہیں
پر تیری بندہ نوازی سے یہ کچھ دور نہیں

قصر تو دیکھا ہیں اور کلبہ درویش بھی یہاں
پر آرام کوئی خانہ ہے ان کو معمور نہیں

آیا کبھی نہ ہوش میں اپنی تمام عمر
بیمار جی وفا بھی نہ پینے سے مستانہ ہو گیا

عشق میں امتیاز رتبہ نہیں
جا کیا ہے ایاز نے محمود

بت پرستے ہیں کار حضرت حق
شیخ ٹک دیکھ اعتقاد ہنوز

دل کو کہیں نہ جی میں گرفتار کیجیے
یعنے کسی صنم کو نہ پیار کیجیے

آیا نگاہ سے جی کتیں دیجیے وفا
کیا چیز ہے کہ دوست سے انکار کیجیے

بات آسانہ بھول ہنسی پر اپنی
کہ غافل کیا بھروسا ہے نفس کا

دکھ دے اسقدر وفا کتیں
عاقبت وہ بھی جان رکھتا ہے

اسی غرض کو ہم تو بھی کچھ سہیں گے کب تک
ہوتی ہے گالیوں سے تمہاری زباں ہرا

بسکہ اپنے الملا سخت سے ڈرتے ہیں ہم
ستر گل پہ بھی لرزاں ہی قدم دھرتے ہیں ہم

کل کا وعدہ اگر کیا بھی اون نے اے محرم تو کیا
یہاں تو بیتابی سے دل کی آج ہی مرتے ہیں ہم

ایک سا کوچۂ زلف سو سربستہ اے وفا
ہم آہ کس طرف کتیں لیں سراغ دل

نوبت غم فراق میں پہنچی ہے جان تلک
ظالم شکیب و صبر کی پر آخر کہاں تلک

اس کو منظور یہاں سے جانا تھا
گریہ میرا فقط بہانہ تھا

دل نہ کرتا تھا اس طرح سے جدا
عاقبت وہ نرا ٹھکانہ تھا

پھول بہتے لب دریا جو دیکھے ہوں تو آ
ساتھ آنسو کے ہیں یہاں قطرۂ خوں نا سے رواں

کشت ابھی نہ ہو سکے سپہر فلک سے گا ہے
ہے وفا آنکھ پر کوچۂ دولت بر دال

ہم کہے جا لیے تک اچھے ہیں تیرا لیا
کہ کوچ ادھر آئی کہ [illegible]

مجھے ہے پاس لگاوٹ یہ دل کسی وفا
لینا ہو گر تمہیں تو کہو اتنا گراں ہے کیا

[illegible]
[illegible]

حسرت سے کہ بات تک نہ ہو وے ادا　　　رکھتی ہے یار ناکرده گفتگو سے

خدا کسی کو گرفتار زلف کا نہ کرے　　　نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

رباعی

یہاں آکے ہم اپنے مدعا کو بھولے　　　اہل دل عیبوں سے آشنا کو بھولے

دنیا کی تلاش میں گنوائی ہے عمر　　　اس مس کی طلب میں کیمیا کو بھولے

آلوده انواع جرائم فقیر ولد قیام الدین قائم هرچند از باشندگان قصبه چاندپور است اما از بدو شعور تا این حال بتوسل نوکری بادشاهی بدار الخلافه شاهجهان آباد گذرانیده و بیشتر اوقات [illegible] ساعتے بصحبت [illegible] اعلی معلی [illegible] ایام که [illegible] انتظام جزو مال بادشاهی [illegible] سلطنت [illegible] بهم رسید [illegible] چون [illegible] آبدار [illegible] بدولت افتاده [illegible] ناچار ملک [illegible] اختیار اراده سفر [illegible] اقامت [illegible] را مجلد مسمی به مخزن النکات ساخت [illegible] روزنامچه احوال [illegible] از [illegible] احوال [illegible] بقید قلم درآورده [illegible] امید [illegible] ابیات [illegible] مقدمه [illegible] این [illegible] ابیات [illegible] ارباب [illegible] جلوه گری [illegible] تعالی این [illegible] زبان را [illegible] آرزومندم [illegible] سخن [illegible] و از چشم بد نافهم مضمون [illegible] حمایت [illegible] محفوظ دارد۔

یارب این آرزوئے من چه خوش است　　　تو بدین آرزو مرا برسان

میخواهم که با وجود [illegible] باستکتاب خویش نه پردازم و دل [illegible]

[illegible] کیا اسے ہمنشیں یارا ہیں | کہو ہاں [illegible] ہیں کہ دن کم [illegible] طرح [illegible]
[illegible] آ کیا اودھو وہ مضطر ہو چلا آیا | عجب [illegible] وہ [illegible] زرد [illegible] رکھتی [illegible]
[illegible] سے [illegible] دل کا رستہ [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible] رکھتا [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] دل کو [illegible] یہاں [illegible] | [illegible] اس پر [illegible] اس [illegible] کا [illegible]
[illegible] کیا [illegible] | اس [illegible] [illegible]
[illegible] | [illegible] کی طرح [illegible]
[illegible] یہاں | [illegible] آئے الٰہی کہاں [illegible]
[illegible] کا [illegible] | [illegible] میں [illegible]
[illegible] کیا [illegible] | [illegible]
[illegible] کیا [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] مجنوں کی | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] دل [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

٥ دل سے طوفانِ گریہ اٹھے ہزار
ہم نے پر یک قطرہ کو تر نہ کیا

پائے دیوار دوست یک مدت
ہم نے کاٹے پہ بالہ سر نہ کیا

موجِ گرداب کی طرح ہم نے
گھر سے باہر کبھو سفر نہ کیا

کار دنیا پڑا ہے سب کے ہاتھ
حیف کہ ہم نے یہ دردِ سر نہ کیا

دل نہ دنیا ہی خوب تھا پر حیف
ہم نے یہ شوخ بیشتر نہ کیا

بارہا دل گیا اسی رہ سے
پر تقید میں چشم تر نہ کیا

دوس کیا دیکھئے جور کو قائم
سہل گھر کا میں آپ در نہ کیا

ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جائے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا

ہے آپ سے کبھی تو توقع غلط کہ ناصح بلکہ
کبھی نہ کھینچئے دکھا میں جا رہا ہی کا

کہاں ہیں دیدۂ گریاں کہ اب تقید عمر
کریں علاج ہم اس اپنی روسیاہی کا

فلک جو دے تو خدائی کو لے ہے اب قائم
وہ دل گئے کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

میں نہ وہ ہوں کہ سک نصیبیں ٹل جاؤنگا
ہنس کے تم بات کرو گے میں سنبھل جاؤنگا

ہم نشیں کچھو تقریب تو تب باتیں کی
آج کرنا ہے گا حیلہ میں مچل جاؤنگا

دل میرے ضعف پہ کیا رحم تو کہتا کہ نہیں
جان سے آپ کے بچا ہوں تو سنبھل جاؤنگا

سیر اس کوچے کی کرتا ہوں کہ جبریل جہاں
جا کے بولا کہ بس اب آگے میں جل جاؤنگا

آپ جو کوچے سے تیرے جائیگا
کچھ سمجھ کر ہی پھیر آئے گا

دل کہاں تک اٹھائے جور ترے
تجھ سے اب دل ہی کو اٹھا دے گا

خس نمط ساتھ موج کے لگ لے
بہتے بہتے کہیں تو جائے گا

تمت بالخیر

یارا ایں اندیشہ وصول حالی سازم چہ نور سحرم در برابر ماہ تاباں معدوم است و جلوہ ذرہ بحضور خورشید درخشاں معلوم اما بحکم کلیہ استاد کہ گفتہ است

ما در یائے لولو صدف نیز ہست — درختے بلند است و رباع و پست

جسارتے بکار رفت تقایم

دل پاکے اس کے زلف میں آ اسیر رہ گیا — درویش جس جگہ کہ ہوئی شام رہ گیا

جھگڑے میں ہم مبادی کے یہاں تک پہنچے آہ — مقصود تھا جو لینے تیں کام رہ گیا

قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند — کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

نے تجھ پہ وہ بہار ہے اور نے یہاں وہ دل — کہنے کو نیک بد کے ایک الزام رہ گیا

اے ابر اپنے گریہ میں جس وقت جوش تھا — جو قطرہ اشک تھا سو طوفاں بدوش تھا

کس کی نگاہ گرم تھی گلشن پر اے نسیم — شبنم سے برگ گل لب تبخالہ جوش تھا

کیونکر کہوں کہ مست کیا کس نے میرا دل — تھا ایک چراغ گور سو وہ بھی خموش تھا

پھیر کے جو شوخ نظر کر گیا — تیر سا کچھ دل سے گذر کر گیا

خاک کا سا ڈھیر سر رہ ہوں میں — تا فلک عمر بسر کر گیا

خون شدہ کا عدا آتش زدہ — شام غم اپنی میں سحر کر گیا

جلوہ کس جا پہ نہیں اس بت ہرجائی کا — یہ پریشاں نظری جرم ہے بینائی کا

چھوڑ تنہا مجھے یار سا نہیں کیونکر گذری — غم جو نہیں آئے پھر تھا مری تنہائی کا

عار ہے ننگ کو مجھ نام سے سبحان اللہ — کام پہنچا ہے کہاں تک مری رسوائی کا

ٹکڑے کب غم نے جگر نہ کیا — نہ کیا نالہ ہم نے پر نہ کیا

# سائنس

## انجمن ترقی اُردو کا سہ ماہی رسالہ

جس کا مقصد یہ ہے کہ سائنس کے مسائل اور خیالات کو اُردو داںوں میں مقبول کیا جائے، دنیا میں سائنس کے متعلق جو نئی نئی بحثیں یا ایجادیں اور اختراعیں ہو رہی ہیں یا جو جدید انکشافات وقتاً فوقتاً ہونگے، اُن کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے۔

ان تمام مسائل کو حتی الامکان صاف اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جائےگی - اس سے اُردو زبان کی ترقی اور اہل وطن کے خیالات میں روشنی اور وسعت پیدا کرنا مقصود ہے۔

سالانہ چندہ آٹھ روپے سکۂ انگریزی (دس روپیہ چار آنے سکۂ عثمانیہ)

اُمید ہے کہ اُردو زبان کے سبھی خواہ اور علم کے شائق اس کی سرپرستی فرمائیں گے -

**انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد (دکن)**